قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لا نبی بعدی ولا امۃ بعدی

(البیہقی)

شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ
اگست 2009

مسلسل اشاعت کے ۱۳ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

جلد ۱۳
شمارہ ۸

حیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کاملہ کا ایک نمونہ

سیدنا امام محمد الباقر بن علی بن حسین

ماہ شعبان سے متعلق ارشاد نبوی

پاکستان کی حالت زار

کلمہ طیبہ اور کلمہ کفر میں فرق کا مسئلہ

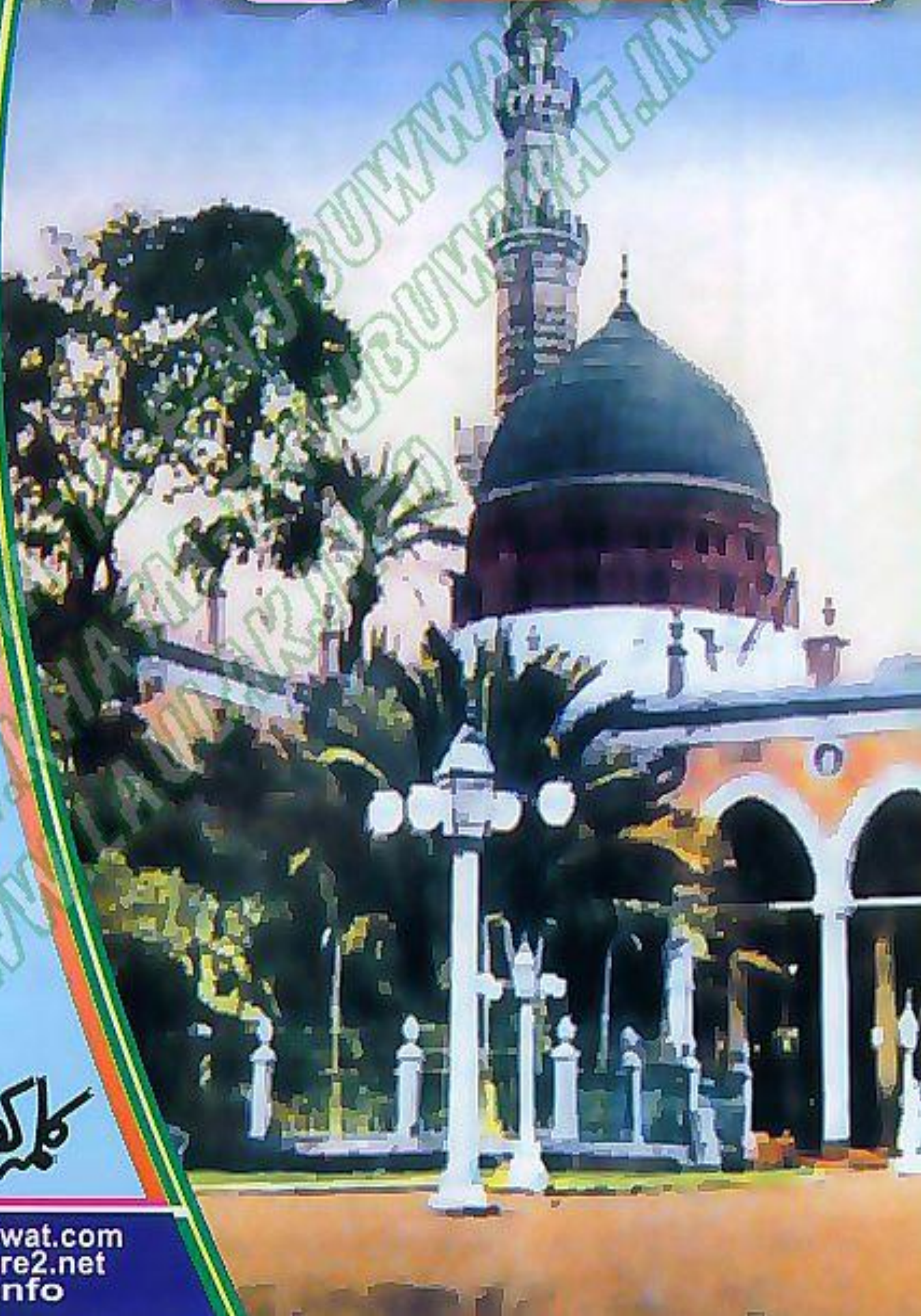

www.khatm-e-nubuwwat.com
www.lolaak.clickhere2.net
www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ: 8 ● جلد: ۱۳

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیرسرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی

زیرسرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

نگرانِ اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا غلام رسول دینپوری

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانوی
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوری

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی
مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات
حضرت مولانا محمد شریف جالندھری
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان

صاحبزادہ طارق محمود

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفےٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-458348614122

ناشر: عزیز احمد مطبع: آشکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.EAALAMAK.INFO

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

پاکستان کی حالت زار	حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری	3

مقالات ومضامین

مسلمانوں کے باہمی حقوق	علامہ سید سلیمان ندویؒ	6
علامات قیامت	حضرت مولانا سید حامد میاںؒ	12
حیات نبی ﷺ انسانیت کاملہ کا ایک نمونہ	حکیم حبیب شیدائی آمبوری	22
سیدنا امام محمد الباقر بن علی بن حسینؒ	شاہ معین الدین احمد ندویؒ	24
ناصر الحدیث حضرت امام شافعیؒ	ڈاکٹر جمیلہ سڈل	27
غنی کا راز قناعت	مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر	31
عظیم ترین گناہ	پروفیسر محمد یونس جنجوعہ	34
ماہ شعبان کے متعلق ارشاد نبویؐ	مولانا عبدالمعز عارف	38
آب زمزم......غذا بھی دوا بھی اور شفا بھی	پروفیسر حبیب اللہ	39
حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، سوانح وافکار	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	42

ردقادیانیت

کلمہ طیبہ اور کلمہ کفر میں فرق کا مسئلہ	مولانا مجاہد الحسینی	45

متفرقات

حیات فیض	مولانا خدا بخش ملتانی	53
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

پاکستان کی حالت زار!

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

ایسا لگتا ہے کہ وطن عزیز کو کسی بدخواہ کی نظر بد لگ گئی ہے، جس کی وجہ سے اس کا حسن اور رعنائی روز بروز ماند پڑتے جارہے ہیں۔ یوں تو پاکستان معاشی، اقتصادی، سیاسی، دینی اور مذہبی اعتبار سے پہلے ہی ادھ موا اور نیم جان تھا، لگتا ہے کہ اب اس کے نیم مردہ اور زخمی جسم سے رہی سہی جان اور باقی ماندہ سانس نکلنے کا انتظار ہے، تاکہ اس کی باقیات کو دفن کیا جاسکے۔

کس قدر تکلیف دہ ہے کہ بھولے بھالے اور خلوص و اخلاص کے پیکر مسلمانوں نے اسلام اور اسلامی نظام کے نام پر جان، مال، عزت، آبرو اور اہل و اولاد کی قربانی دے کر بصد مشکل یہ ملک حاصل کیا تھا، مگر اے کاش! کہ ان مخلصین کے خلوص، اخلاص اور قربانیوں کے علی الرغم ملک کو دولخت کردیا گیا، باقی ماندہ اور رہے سہے ٹکڑے میں اغیار کے اشاروں پر ناچنے والوں نے جو کھیل کھیلا، اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

قیامِ پاکستان کو ۶۲ سال کا طویل عرصہ ہوچکا، دوسرے الفاظ میں پون صدی ہونے کو ہے، مگر اس کی تاریخ پر نظر ڈال کر دیکھئے تو کھلی آنکھوں نظر آئے گا کہ وہ بیچارا اپنے مقصد قیام کی طرف ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکا، خاکم بدہن اب تو ایسا لگتا ہے کہ اس نے الٹا سفر شروع کردیا ہے، اب تک اس کی رجعت قہقری کی رفتار کچھ ایسی نہیں تھی کہ عام لوگوں کو محسوس ہو، لیکن اب تو اس کے الٹے سفر کی رفتار اس قدر تیز ہوگئی ہے کہ ہر دیکھنے والے کو واضح طور پر محسوس ہوتی ہے۔

بلاشبہ اب تک پاکستان کے معاملہ میں صرف وہی لوگ پریشان تھے جن کی نظریں اس کے دینی، مذہبی اور اخلاقی انحطاط اور تنزل کے پہلو پر تھیں، لیکن افسوس کہ اب تو نوبت بایں جارسید کہ اس کے کسی شعبہ کی بھی حالت اطمینان بخش نہیں، جس طرح کسی مریض کے دل، دماغ اور اعضاء رئیسہ کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر ہر وقت اس کی موت کا دھڑکا لگا رہتا ہے، ٹھیک اسی طرح پاکستان کے تمام اہم ترین شعبوں کی تنزلی، انحطاط اور روز بروز گرتی ساکھ کو دیکھ کر اس کے بارہ میں بھی اَن دیکھے خطرات اور اندیشے بے چین اور مضطرب کردیتے ہیں، بلکہ جاں بہ لب مریض کی طرح اب پاکستان کی نبضیں بھی ڈوبتی نظر آتی ہیں، اندیشہ

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

ہے کہ یہ جان بہ لب مریض کہیں دم نہ توڑ دے؟... خدا نہ کرے کہ ایسا ہو۔

اپنی مادرِ گیتی اور ارضِ وطن سے جذباتی محبت، الفت، عقیدت اور والہانہ لگاؤ کی بنا پر اس کے مستقبل کے بارہ میں فکر، سوچ، ڈر، خوف اپنی جگہ، لیکن بہر حال آثار وقرائن کچھ اچھے نہیں، سب سے پریشان کن صورت حال یہ ہے کہ اس مریض جاں بہ لب... پاکستان... کو غذا اور دوا بھی وہی دی جارہی ہے جو بجائے افاقہ کے اس کی مرض میں اضافہ کا سبب بن رہی ہے۔ بتلایا جائے کہ ایسا مریض شفایاب ہوگا یا ہلاک؟ وہ زندہ رہے گا یا مرے گا؟

کسی علاقے کے مسلمانوں یا شہریوں کو جن نکات اور عنوانات پر اکٹھا اور جمع کیا جاسکتا ہے یا ان عنوانات پر انہیں جوڑا جاسکتا ہے، وہ بنیادی طور پر درج ذیل ہیں: حکومت وقانون کا ڈر وخوف، داد ودہش، مالی مفادات، ملک، قوم اور وطن سے محبت، دین ودیانت، خوف خدا اور محاسبہ آخرت۔

افسوس کہ ہمارے ہاں ان میں سے کسی کا وجود اور نام ونشان تک نہیں رہا، اس لئے کہ دین، دیانت اور خوفِ خدا اور فکرِ آخرت تو پہلے ہی رخصت ہو چکے تھے، رہی داد ودہش، اس کا تو نام ہی نہ لیجئے! اس لئے کہ تا حال بڑوں کی جیبیں اور پیٹ خالی ہیں تو دوسروں کو دینے کا سوال ہی کیا؟ رہا حکومت وقانون کا خوف! سو وہ اس لئے نہیں کہ ہمارے ہاں قانون غریب اور کمزور کے لئے ہوتا ہے، لے دے کے اجتماعیت، وحدت اور جوڑ کی ایک ہی شکل رہ گئی تھی، وہ یہ کہ ہمارا دین، مذہب، ملک اور قوم ایک ہے، اور ملک سے ہمارے مفادات وابستہ ہیں، مگر افسوس کہ اب ہمارے بزرجمہروں نے اپنے نمک خواروں اور وفاداروں کے ذریعہ ایسے حالات بنائے کہ اپنے ہی شہریوں کے خلاف آپریشن ناگزیر قرار پایا، لہٰذا اپنے شہریوں کے خلاف آپریشن کرکے اجتماعیت ووحدت کی رہی سہی شکل بھی ختم کردی گئی۔

آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جن ۲۵/۳۰ لاکھ مظلوموں کو گھروں سے بے گھر کردیا گیا، انہیں علاقے اور وطن سے بے دخل کردیا گیا، جن کے منہ کا نوالہ چھین لیا گیا، جنہیں چادر وچار دیواری سے محروم کردیا گیا اور اچھے خاصے کھاتے پیتے اور عزت داروں کو بھوکا اور بھکاری بنا دیا گیا، آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ ایسے میں ان لوگوں کا ملک، قوم اور حکومت کے بارہ میں کیا تاثر ہوگا؟ کیا وہ اس ملک وقوم اور حکومت و اقتدار کے بارہ میں اچھے جذبات رکھیں گے؟ کیا وہ فوج، بیوروکریسی اور اربابِ اقتدار کو دعا دیں گے؟ یا بددعا؟

ہمارے خیال میں پاکستان تو کیا دنیا کی تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اپنی قوم اور اپنے شہریوں پر اس طرح کی بمباری کی گئی ہو؟ یا اپنے ہی شہریوں کو اپنے ملک میں مہاجر بنایا گیا ہو؟ اربابِ اقتدار خود ہی

اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس آپریشن کی وجہ سے ملک وقوم پر کس قدر مالی، معاشی، اور اقتصادی اعتبار سے خطرناک اثرات مرتب ہوں گے؟ ہمارا ملک ایک تو پہلے ہی مالی مسائل ومشکلات کا شکار تھا، اس پر بے بہا قرضوں کا بوجھ تھا، اس پر افراطِ زر کا عذاب مسلط تھا، پانی اور بجلی کی قلت تھی، بایں ہمہ ۲۵/۳۰ لاکھ افراد کو اپنے گھروں سے بے دخل کرنا، ان کے خورد ونوش، رہائش، معاش، کھانے پینے، علاج معالجہ اور کیمپوں کا انتظام کرنا، شہری اور دیہاتی آبادیوں کو بمباری سے تباہ کرنا، کاروباری اور تجارتی مراکز کو برباد کرنا، گندم کی پکی فصلوں اور باغات کو تہس نہس کرنا وغیرہ، کیا اس سے ملکی خزانہ اور ملکی معاشی حالت ابتر نہیں ہوگی؟ اس کے علاوہ آپریشن کے فوجی اخراجات، اسلحہ، میزائل، بم اور جہازوں، ٹرکوں اور ٹینکوں وغیرہ کا تیل اور فوجی جوانوں کا ضیاع اور اپنے شہریوں کا قتل عام آخر یہ کس کا نقصان ہے؟

خدا کرے کہ ارباب اقتدار کو عقل و ہوش آجائے اور اس ظلم و بربریت سے باز آجائیں، ورنہ بہرحال اندازہ یہی ہوتا ہے کہ اگر اس صورت حال کا تدارک نہ کیا گیا تو جاں بہ لب پاکستان زیادہ دیر تک اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکے گا اور ان کے مخالفین نے جس طرح اس کا نام دنیا کے نقشہ سے صاف کیا ہے، لگتا ہے کہ ہمارے بزرجمہران کے معصومی کی تکمیل میں ان سے کہیں زیادہ جلدی میں ہیں۔

خدا کرے ہماری معلومات غلط ہوں اور اطلاع دینے والوں کی اطلاعات جھوٹی ہوں، ورنہ جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے اور تواتر کی حد تک یہ اطلاعات موصول ہورہی ہیں کہ سوات اور بُونیر میں فتنہ پروروں کی بجائے شریف شہریوں کے خلاف آپریشن ہورہا ہے، انہیں ہی گھر سے بے گھر کیا جارہا ہے، ان کی املاک اور جائیدادیں تباہ ہورہی ہیں، ان کے مقابلہ میں وہ لوگ جو اسلحہ بردار ہیں اور جنہیں نام نہاد ''طالبان'' کا نام دیا جاتا ہے اور جنہیں دہشت گرد کہا جاتا ہے، وہ بڑے اطمینان سے ہیں اور انہیں کسی طرح کی کوئی پریشانی نہیں ہے، بلکہ ایسے لوگ اگر فورسز کے سامنے آجائیں تو ان سے صرف نظر کیا جاتا ہے اور ان کو موقع سے فرار کا موقع دیا جاتا ہے، اس کے مقابلہ میں شریف اور نہتے شہریوں کے گھروں اور آبادیوں پر بمباری کرکے ہنستے بستے گھرانوں اور خاندانوں کو اجاڑا اور خاک و خون میں نہلایا جاتا ہے۔

نام نہاد ''طالبان'' اور دہشت گرد آج بھی ان علاقوں میں آزادی سے گھوم رہے ہیں، جبکہ عام شہریوں کے لئے وہاں رہنا دوبھر ہے اور ان پر زمین تنگ کردی گئی ہے، اگر یہ اطلاعات درست ہیں تو کیا کہا جائے کہ اس آپریشن کا فائدہ یا نقصان کس کو ہوگا؟ اور اس طرح پاکستان محفوظ ہوگا یا مخدوش؟ اس کی سالمیت برقرار رہے گی؟ یا پارہ پارہ ہوگی؟۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین!

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

مسلمانوں کے باہمی حقوق!

علامہ سید سلیمان ندویؒ

آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے عرب کا بچہ بچہ ایک دوسرے کے خون کا پیاسا اور ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کا دشمن تھا۔ ایک ایک خون کا بدلہ کئی کئی پشتوں تک جاکر لیتے تھے۔ اس طرح خاندانوں میں لڑائیوں کا ایک غیر منقطع سلسلہ جاری تھا اور ہر شخص اپنی جگہ پر اپنے کو ہمیشہ خطروں میں گھرا ہوا پاتا تھا اور اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، چلتے پھرتے ہر وقت چوکنا رہتا تھا کہ کوئی اس پر حملہ نہ کر بیٹھے۔

آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو اپنے ساتھ خون کے رشتے سے بڑھ کر ایک اور رشتہ لائے اور وہ دین کا رشتہ تھا۔ جس نے پھٹے ہوئے دلوں کو ملا دیا، دشمنوں کو بھائی بھائی بنادیا اور خاندانی وقبائلی یگانگی سے بڑھ کر اسلامی برادری کی یگانگی ان کے اندر پیدا کردی۔ جس نے اس طرح ان کی ہر قسم کی عداوتوں کا خاتمہ کردیا اور باہمی دشمنیوں کو ان کے دلوں سے ایسا بھلادیا کہ وہ حقیقت میں بھائی بھائی ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یا ایھا الذین آمنوا تقوالله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل الله جمیعاً ولا تفرقوا واذکروا نعمت الله علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا (آل عمران:۱۰۲) '' ﴿اے مسلمانو! خدا سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ تم مرو۔ لیکن مسلمان اور خدا کی رسی سب مل کر مضبوطی سے پکڑے رہو اور ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو اور تم اپنے اوپر اللہ کے احسان کو یاد کرو کہ تم دشمن تھے۔ تو اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔ پھر تم بھائی بھائی ہوگئے﴾

مسلمانوں کے اس باہمی میل ملاپ اور محبت کا اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص احسان ظاہر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی روئے زمین کا سارا خزانہ بھی لٹا دیتا تو ان دشمنوں کو باہم ملا کر ایک نہیں کر سکتا تھا: ''والف بین قلوبھم لوانفقت ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبھم ولکن الله الف بینھم انه عزیز حکیم (انفال:۶۳) '' ﴿اور خدا نے مسلمانوں کے دل ملا دیئے۔ اگر تو زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتا تب بھی تو ان کے دلوں کو ملا نہ سکتا۔ لیکن خدا نے ملا دیا بے شک وہ (ہر مشکل پر) غالب آنے والا اور حکمت جاننے والا ہے۔﴾

تو اب مسلمانوں کو یہ چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فضل کی قدر کریں اور سب مل کر خدا کے دین کی رسی کو جو ان کی یگانگی کا اصلی رشتہ ہے۔ مضبوط پکڑیں اور باہم اختلاف پیدا کر کے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائیں۔ کیونکہ اس رسی کی مضبوطی اسی وقت تک ہے جب تک سب مل کر اس کو پکڑے رہیں گے۔ فرمایا: ''واطیعوا الله ورسوله ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم (انفال:۴۶) '' ﴿اور اللہ اور رسول کا کہا مانو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو (کہ ایسا ہوگا تو ہمت ہار وگے) اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔﴾

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

یہی باہمی اتفاق واتحاد ملت اسلامیہ کی عمارت کا ستون ہے اور مسلمانوں کی جماعت کا شیرازہ، اس شیرازہ کے استحکام کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ مسلمانوں میں باہمی الفت ومحبت ہو۔ اب اگر اتفاق سے ان میں اختلاف پیش آجائے تو اس کے دور کرنے کی صورت یہ ہے کہ دونوں خدا اور رسول کے حکم کی طرف رجوع کریں۔ ’’وان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الیٰ اللہ والرسول (نساء:۵۹)‘‘ ﴿تو اگر تم مسلمانوں میں کسی بات میں جھگڑا ہو تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔﴾

اگر یہ جھگڑے بڑھتے بڑھتے جنگ تک پہنچ جائیں تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ جو فریق ظالم ہو سب مل کر اس سے لڑیں اور اس کو صلح پر مجبور کریں اور جب وہ راضی ہو جائے تو عدل وانصاف سے ان میں صلح کرادیں۔

’’وان طائفتٰن من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احدھما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتی تفئی الی امر اللہ فان فاء ت فاصلحوا بینھما بالعدل واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم (حجرات:۹،۱۰)‘‘ ﴿اگر مسلمانوں کے دو گروہ لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرادو، پھر اگر ایک دوسرے پر ظلم کرے تو ظلم کرنے والے سے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو، تو اگر وہ رجوع کرلے تو ان میں عدل کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف کرو خدا منصفوں کو دوست رکھتا ہے۔ مومن تو آپس میں بھائی ہی ہیں تو اپنے دونوں بھائیوں کے درمیان صلح کرادو۔﴾

آیت کے اخیر ٹکڑے نے بتایا کہ باہم مسلمانوں میں بھائی بھائی کا رشتہ ہے۔ یہ رشتہ جنگ وخونریزی کے بعد بھی نہیں کٹتا۔ انہی آیتوں کے تحت میں وہ حدیث ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’انصر اخاک ظالماً او مظلوماً (بخاری)‘‘ ﴿تم اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔﴾

صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر وہ مظلوم ہو تو اس کی مدد کی جاسکتی ہے لیکن اگر وہ ظالم ہو تو اس کی مدد کیونکر کی جائے۔ فرمایا اس طرح کہ اس کے ہاتھوں کو ظلم سے روکا جائے۔ کیسا ہی بڑا کافر اور سخت سے سخت دشمن ہو۔ جس وقت اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور شریعت اسلامی کو قبول کیا۔ وہ فوراً ہمارا مذہبی بھائی ہوگیا خدا نے فرمایا: ’’فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین (توبہ:۱۱)‘‘ ﴿تو اگر یہ کافر (کفر سے) توبہ کرلیں اور نماز کھڑی کریں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے مذہبی بھائی ہیں۔﴾

غلام بھی اگر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے تو وہ اسلام کے رشتہ میں داخل ہوگیا۔ اگر اس کے باپ کا نام ونسب نہیں معلوم تو کوئی حرج نہیں۔ وہ دین کے رشتہ سے ہر مسلمان کا بھائی ہے۔ فرمایا: ’’فان لم تعلموا آباء ھم فاخوانکم فی الدین وموالیکم (احزاب:۵)‘‘ ﴿تو اگر تم ان کے باپوں کے نام نہ جانو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور علاقہ مند۔﴾

ایک مسلمان کسی مسلمان کو قتل کردے۔ تب بھی اللہ تعالیٰ مقتول کے رشتہ داروں کو قاتل کا بھائی قرار دے

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAWLAK.INFO

کر اس کے جذبہ رحم کی تحریک فرماتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: ’’فمن عفی له من اخیه شئ (بقرہ:۱۷۸)‘‘ ﴿تو اگر قاتل کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کر دیا جائے۔﴾

ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کی غیبت حرام ہے۔ کیونکہ ’’ایحب احدکم ان یا کل لحم اخیه میتاً (حجرات:۱۲)‘‘ ﴿کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔﴾

یتیموں کے مال کی دیکھ بھال اور خوبی سے اس کا انتظام کرنا، متولیوں کا فرض ہے اور اگر وہ ان کو اپنے اندر شامل کر کے نیک نیتی کے ساتھ ان کو اپنے کنبہ کا جزو بنالیں اور ملا جلا کر خرچ کریں تو یہ بھی درست ہے۔ کیونکہ یہ ان کے بھائی ہیں۔ جن کی خیر خواہی ان کا فرض ہے۔ فرمایا: ’’وان تخالطوهم فاخوانكم (بقرہ:۲۲۰)‘‘ ﴿اور اگر تم ان کو اپنے میں ملا لو تو یہ بھی جائز ہے۔ کیونکہ وہ تمہارے بھائی ہیں۔﴾

ایک مسلمان بھائی کا دوسرے بھائی پر یہ بھی حق ہے کہ وہ ایک دوسرے کے حق میں دعائے خیر کریں۔ وہ یوں کہتے ہیں: ’’ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان (حشر:۱۰)‘‘ ﴿اے ہمارے پروردگار ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے معاف کر۔﴾

ایک مسلمان کے دل میں دوسرے مسلمان کی طرف سے کینہ ہونا ایسی برائی ہے۔ جس کے دور کرنے کے لئے خدا سے گڑگڑا کر دعاء مانگنی چاہئے اور کہنا چاہئے: ’’ولا تجعل فی قلوبنا غلاّ للذین آمنوا ربنا انك رؤف الرحیم (حشر:۱۰)‘‘ ﴿اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے کینہ مت رہنے دے۔ اے ہمارے پروردگار تو مہربان رحم والا ہے۔﴾

مسلمانوں کی یہ صفت ہے کہ باہم وہ ایک دوسرے سے رحم وشفقت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ خدا نے مدح فرمائی: ’’رحماء بینهم (فتح:۲۹)‘‘ ﴿وہ (مسلمان) آپس میں رحم وشفقت رکھتے ہیں۔﴾

مسلمانوں کی یہ صفت ہونی چاہئے کہ وہ دوسرے مسلمان سے جھک کر ملے اور نرمی کا برتاؤ کرے۔ ’’اذلة علی المؤمنین (مائدہ:۵۴)‘‘ ﴿مسلمانوں سے جھک کر اور نرمی کر کے ملیں۔﴾

مسلمانوں کی اس باہمی اخوت ومحبت اور مہربانی کی مزید تاکید اور تائید میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے یوں فرمائی ہے۔ مسلمانوں کو باہم ایک دوسرے پر رحم اور محبت کرنے اور شفقت کرنے میں جسم انسانی کی طرح دیکھو گے کہ اس کے ایک عضو میں بھی تکلیف ہو تو بدن کے سارے اعضاء بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: ’’سارے مسلمان مل کر ایک آدمی کے مثل ہیں کہ اگر اس کی آنکھ بھی دکھے تو سارا بدن دکھ محسوس کرتا ہے اور اگر سر میں درد ہو تو پورا جسم تکلیف میں ہوتا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ امت مسلمہ ایک جسم ہے اور اس کے سارے افراد اس کے اعضاء ہیں۔ بدن کے ایک عضو میں بھی اگر کوئی تکلیف یا دکھ درد ہو تو سارے اعضاء اس تکلیف کو محسوس کرتے ہیں اور اس دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ یہی مسلمانوں کا حال ہونا چاہئے کہ ان میں سے ایک کو بھی تکلیف ہو تو سارے مسلمانوں کو وہ تکلیف محسوس ہونی چاہئے۔‘‘

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAWLAK.INFO

ایک دوسری تمثیل میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان باہم ایک دوسرے سے مل کر اس طرح مضبوط ہوتے ہیں جیسے دیوار، کہ اس کے ایک حصہ سے اس کا دوسرا حصہ مضبوط ہوتا ہے۔ بخاری میں ہے کہ یہ کہہ کر آپؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا کہ کیسے ایک حصہ سے دوسرا حصہ مضبوط ہوتا ہے۔ اس تمثیل میں آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ جس طرح دیوار کی ایک اینٹ دوسری اینٹ سے مل کر مضبوط ہوکر نا قابل تسخیر حصن وحصار بن جاتی ہے۔ اسی طرح جماعت اسلامیہ ایک قلعہ ہے۔ جس کی ایک ایک اینٹ ایک ایک مسلمان ہے۔ یہ قلعہ اسی وقت تک محفوظ ہے جب تک اس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ سے ملی ہوئی ہے۔ جب یہ اینٹ اپنی جگہ سے کھسک جائے گی تو پوری دیوار دھم سے زمین پر آجائے گی۔

ایک اور موقع پر ارشاد ہوا کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ وہ اس پر ظلم کرے، نہ اس کو بے مدد چھوڑے اور نہ اس کی تحقیر کرے۔ انسان کے لئے یہ برائی کیا کم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے، مسلمان کا ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اس کا خون، اس کا مال، اس کی آبرو، یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔ ابوداؤد میں ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے تو وہ نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو اس کے دشمن کے حوالہ کرے۔ جو کوئی اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں رہے گا تو خدا اس کی ضرورت پوری کرے گا اور جو کوئی کسی مسلمان کی تنگی کو دور کرے گا تو خدا اس کے بدلے قیامت میں اس کی تنگی کو دور فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا پردہ رکھے گا۔

ابوداؤد کی دوسرے روایت میں ہے فرمایا: جو کسی مسلمان کی دنیاوی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکلیفوں میں سے کسی تکلیف کو دور کرے گا اور جو کسی تنگ دست پر آسانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس پر آسانی کرے گا اور جو کسی مسلمان کا پردہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کا پردہ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی مدد میں رہتا ہے۔ جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔'' فرمایا: ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں۔'' صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ دوسری میں ہے کہ لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ سب سے اچھا مسلمان کون ہے۔ فرمایا: ''جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچے رہیں۔ یعنی جو مسلمان اپنے ہاتھ اور زبان سے کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف نہیں پہنچاتا وہی سب سے بہتر مسلمان ہے۔''

جریر بن عبداللہ بجلی جو ایک مشہور صحابی تھے۔ کہتے ہیں کہ: ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے تین باتوں پر بیعت کی۔ نماز کو قائم رکھنا، زکوٰۃ دینا اور ہر مسلمان کی خیرخواہی کرنا۔'' کئی روایتوں میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا خدا کی نافرمانی (فسوق) ہے اور اس سے لڑنا (قتال) خدا کا انکار (کفر) ہے'' یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں باہم برادری اور صلح وآشتی کا حکم دیا ہے۔ اب جو اس کے خلاف کرتا ہے وہ خدا کے حکم کو نہیں مانتا اور یہ ایک معنی میں خدا کا انکار ہی ہے۔ چنانچہ اسی لئے قرآن پاک میں مسلمان کے ناحق اور بالارادہ قتل کرنے کی سزا وہی رکھی ہے جو کافروں کے لئے مخصوص ہے۔ فرمایا: ''کسی مسلمان کو سزاوار نہیں کہ وہ دوسرے

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

مسلمان کو قتل کرے۔ الا یہ کہ غلطی سے ایسا ہو جائے۔‘‘

’’ومن یقتل مومناً متعمداً فجزاؤہ جہنم خلداً فیہا وغضب اللّٰہ علیہ ولعنہ واعدلہ عذاباً عظیما (نساء:۹۳)‘‘ ﴿اور جو کوئی کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے گا تو اس کا بدلہ دوزخ ہے۔ وہ اس میں پڑا رہے گا اور خدا اس پر خفا ہوا اور لعنت کی اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا۔﴾

حجۃ الوداع کے نہایت اہم خطبہ میں آپ نے پہلے لوگوں کو چپ کرایا۔ پھر فرمایا: ’’دیکھو میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔‘‘ اور ایک موقع پر فرمایا کہ: ’’جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں۔‘‘ جان تو بڑی چیز ہے۔ کسی مسلمان کی آبرو کے پیچھے پڑنا بھی بڑا گناہ ہے۔ فرمایا: ’’سب سے بڑا ربا کسی مسلمان کی آبرو کی طرف بے سبب ہاتھ بڑھانا ہے۔‘‘ اگر کوئی مسلمان کسی ایسے مخمصہ میں گرفتار ہو جس میں اس کی آبرو جانے کا ڈر ہو تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس کے بچانے کی کوشش کرے۔ ارشاد ہوا جو کوئی کسی مسلمان کو کسی ایسے موقع پر بے مدد چھوڑے گا جس میں اس کی عزت پر حرف آتا ہو اور اس کی آبرو جاتی ہو تو خدا بھی اس کو ایسی جگہ بے مدد چھوڑ دے گا اور جو کوئی کسی مسلمان کی ایسے موقع پر مدد کرے گا تو خدا بھی اس کی ایسے موقع پر مدد فرمائے گا۔

اگر دو مسلمانوں میں کسی ناراضگی کے سبب سے بول چال بند ہو جائے تو آنحضرت ﷺ نے تین روز سے زیادہ ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی کو چھوڑ دے۔ ملاقات ہو تو وہ ادھر منہ پھیر لے اور یہ ادھر منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے کہ جو پہلے سلام کی ابتداء کرے۔ ایک اور طریقہ سے یہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: آپس میں کینہ نہ رکھو۔ حسد نہ کرو اور ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے برا نہ کہو۔ اے خدا کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ بولنا چالنا چھوڑ دے۔

ایک مسلمان کے لئے اس کی عزت و آبرو سے بڑھ کر متاع اس کے ایمان کا ہے۔ قران نے کہا کہ جب تم کو کوئی اپنے اظہار اسلام کے لئے سلام کرے تو اس کو یہ نہ کہو کہ تم مسلمان نہیں۔ ’’ولا تقولوا لمن القیٰ الیکم السلم لست مومناً (النساء:۹۴)‘‘ ﴿اس کو جو تمہاری طرف سلام کا کلمہ ڈالے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں۔﴾

مقصد یہ کہ جو کوئی اپنے کو مسلمان کہے یا وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے تو کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کہے کہ تم مسلمان نہیں۔ ایک لڑائی میں ایک صحابی نے ایک کافر کو زد میں پا کر مارنا چاہا۔ اس نے فوراً کلمہ پڑھ دیا۔ مگر اس پر بھی ان صحابی نے اس کو قتل ہی کر دیا۔ یہ خبر آنحضرت ﷺ تک پہنچی۔ آپ نے ان کو بلا کر دریافت کیا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے صرف ڈر سے کلمہ پڑھا تھا۔ آپ نے کس بلیغ انداز میں فرمایا، تم اس کے لا الہ الا اللہ کے ساتھ کیا کرو گے۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کیا تم نے اس کا سینہ چیر کر دیکھ لیا تھا۔

ایک دفعہ ارشاد ہوا۔ ’’مؤمن کو لعنت کرنا یا اس پر کفر کی تہمت رکھنا اس کے قتل کے برابر ہے۔‘‘ یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی اپنے بھائی کو اے کافر کہے تو وہ کفر دو میں سے ایک پر لوٹے گا۔ یعنی اگر وہ درحقیقت کافر نہ تھا تو اس نے ایک مسلمان کو کافر کہا اور یہ خود ایک درجہ کا کفر ہے۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

جان، ایمان اور آبرو کے بعد مال کا درجہ ہے۔ ارشاد ہوا کہ جو کوئی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارے گا تو خدا اس کے لئے دوزخ واجب اور جنت حرام کرے گا۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! اگر کوئی معمولی سی چیز ہو تب بھی، فرمایا درخت کی ایک شاخ ہی کیوں نہ ہو۔

فرمایا ہر مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کے پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، اس کے چھینکنے پر خدا تم پر رحمت کرے کہنا، اس کی دعوت قبول کرنا، بیمار ہو تو عیادت کرنا، اور مر جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ چلنا، یعنی یہ کم سے کم حقوق ہیں۔ جن سے دو مسلمانوں کے درمیان خوش خلقی اور حسن تعلق کا اندازہ ہوتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ جب کوئی مسلمان اپنے بیمار بھائی کی عیادت کو جاتا ہے تو وہ جب تک واپس نہ ہو جنت کی روش پر ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو کوئی ایمان واخلاص کے ساتھ کسی مسلمان کے جنازہ کے پیچھے چلتا ہے۔ یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھتا ہے اور اس کے دفن سے فراغت پاتا ہے تو اس کو ثواب کی دو رتی (قیراط) ملتی ہے۔ جن میں سے ہر رتی احد کے پہاڑ کے برابر ہوگی۔ یعنی یہ رتی دنیاوی پیمانہ کے حساب سے نہ ہوگی۔ بلکہ یہ اس پیمانہ سے ہوگی جس کا ایک ذرہ اپنی بڑائی میں پہاڑ کا حکم رکھتا ہے۔

یہ تمام حقوق جن کے جزئیات کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ اس برادرانہ الفت ومحبت کے فروغ ہیں۔ جن کے بغیر کسی مؤمن کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے اسلام کا کلمہ پڑھنے والوں کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی کامل مؤمن نہ ہوگا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جو وہ اپنے لئے چاہتا ہے۔ الغرض ملت اسلامیہ کی جماعت کا ہر رکن دوسرے کے ساتھ ایسی محبت کرے جیسی وہ خود اپنے ساتھ کرتا ہے۔ اس کا نفع اپنا نفع اور اس کا نقصان اپنا نقصان سمجھے۔ ابوداؤد میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا آئینہ ہے اور مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اس کے نقصان کو دور کرتا ہے اور اس کے پیچھے اس کی حفاظت کرتا ہے۔

دیکھئے کہ آنحضرت ﷺ نے جماعت اسلامی کی عمارت کیسی بنیادوں پر قائم فرمائی تھی۔ اگر آج بھی ان ہدایتوں پر عمل کیا جائے تو اس عمارت کی دیواریں ایسی مضبوط نہ رہیں جیسی آج ہیں۔ جماعت انہیں اصولوں پر دنیا میں بنی ہے اور آئندہ بھی بنے گی۔

احتجاجی ریلی

سکھر کے ہندو ڈاکٹر پون کمار ملعون کی طرف سے توہین رسالت کرنے والے ملعون کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور شبان ختم نبوت پنوعاقل کے زیر اہتمام تاریخی احتجاجی ریلی نکالی گئی جس کی قیادت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنوعاقل کے امیر مولانا قاری خلیل الرحمن انڈھڑ، قاری عبدالقادر چاچڑ، غلام شبیر شیخ، حافظ عبدالغفار اسعدی، قاری امان اللہ شیخ ودیگر مقامی علماء کرام کر رہے تھے۔ ریلی جامع مسجد سے شروع ہو کر مختلف شاہراہوں سے ہوتے ہوئے مرکزی عیدگاہ چوک پر احتجاجی جلسے اور دھرنے کی صورت اختیار کر گئی۔ جس میں ہزاروں غیور مسلمان شریک تھے۔ شرکاء نے حکومت وقت سے مطالبہ کیا کہ ملعون گستاخ ڈاکٹر کو ۲۹۵سی کے تحت مقدمہ چلا کر کیفر کردار تک پہنچا کر تو شتہ عبرت بنایا جائے۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

علامات قیامت!

حضرت مولانا سید حامد میاںؒ

’’قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ: وانہ لعلم للساعۃ (زخرف:٦١)‘‘ ﴿اور وہ نشان ہے قیامت کا۔﴾

اس کی مختصر تفسیر کرتے ہوئے علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ ’’یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کا اوّل مرتبہ آنا تو خاص بنی اسرائیل کے لئے ایک نشان تھا کہ بدوں باپ کے پیدا ہوئے اور عجیب وغریب معجزات دکھلائے اور دوبارہ آنا قیامت کا نشان ہوگا۔ ان کے نزول سے لوگ معلوم کر لیں گے کہ قیامت بالکل نزدیک آ لگی ہے۔‘‘

احادیث مقدسہ میں علامات قیامت بہت بتلائی گئی ہیں۔ لیکن ان میں ترتیب کیا ہوگی اور ایک علامت سے دوسری علامت تک کتنا فصل ہوگا۔ اس کی صراحت بہت کم علامات میں فرمائی گئی ہے۔ حدیث کی سب کتابوں میں کتاب الفتن موجود ہے اور اس میں ایک باب العلامات بین یدی الساعۃ ’’یعنی قیامت سے پہلے وجود میں آنے والی علامتوں کے باب موجود ہیں۔ علمائے کرام کو حق تعالیٰ جزاء خیر دے کہ انہوں نے یہ بھی کوشش کی کہ یہ علامات یکجا کر دی جائیں اور ان میں کیا ترتیب ہوگی وہ بھی ذکر کر دی جائے۔ اس سلسلہ میں سب سے مفید رسالہ وہ ہے جو حضرت شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ نے تحریر فرمایا ہے۔ اس میں بہت سی احادیث سے استفادہ کر کے ایک مضمون کی شکل دے دی ہے۔ اسی سے اقتباس کرکے یہ مضمون لکھ رہا ہوں۔

قرب قیامت کی علامات میں فسق وفجور بڑی علامت ہے۔ اس کی تھوڑی سی تشریح عرض کرتا ہوں۔ کفر اور فسق دو لفظ ہیں۔ بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ کفر کا تعلق عقیدہ سے ہے اور فسق کا تعلق فقط اعمال سے ہے۔ کوئی آدمی خلاف شرع کام کرتا ہو تو اسے فاسق کہا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ فسق کا تعلق عقیدہ اور عمل دونوں سے ہوتا ہے۔ عقیدہ کا فسق یہ ہے کہ انسان صحابہ کرامؓ کے بتلائے ہوئے عقائد سے ہٹ جائے۔ جب وہ ان عقائد سے ہٹے گا تو فسق فی العقیدہ میں یعنی بدعت اعتقادی میں مبتلا ہو جائے گا اور کبھی یہ فسق فی العقیدہ کفر تک بھی پہنچ جاتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے بتلائے ہوئے عقائد وہی ہیں جو جناب رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمائے ہیں اور ان پر ساری امت قائم چلی آرہی ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرامؓ معیار حق ہیں۔ خروج، جہمیت، اعتزال اور فرقہائے جبریہ، قدریہ، مرجیہ، کرامیہ سب اسی اصول سے ہٹنے سے پیدا ہوئے۔ ان فرقوں میں بہت سے فرقے فسق تک گمراہی میں مبتلا ہوئے اور بہت سے حد کفر تک آگے چلے گئے جو طبقہ صحابہؓ سے حد فسق تک ہٹے وہ بدعتی بھی کہلاتے ہیں۔

غرض جس طرح اعمال میں فسق ہوتا ہے۔ اسی طرح عقائد میں بھی ہوتا ہے۔ ان دونوں کا فروغ علامات قیامت میں ہے۔ علامات قیامت میں جو بداعمالیاں صراحۃً احادیث میں شمار کرائی گئی ہیں یہ ہیں۔

ظلم کا اس قدر بڑھ جانا جس سے پناہ لینی مشکل ہو۔ خیانت کا عام ہونا، جوا، شراب، ناچ اور گانے کی کثرت، مردوں کا ناجائز حد تک عورتوں کا مطیع ہونا، اولاد کی نافرمانی، نااہلوں کے ذمہ وہ کام لگانے جن کے وہ اہل نہ ہوں۔ اپنے اسلاف پر طعن، مساجد کی بے حرمتی، جھوٹ کو ایک فن کا درجہ دینا، گالی گلوچ کی کثرت، دلوں میں شرم وحیا، امانت ودیانت کی کمی وغیرہ۔

ظلم کا اس قدر بڑھ جانا جس سے پناہ لینی مشکل ہو۔ اس کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ حکام انتظامیہ عدلیہ سب ہی ظالم ہو جائیں۔ دوسرے یہ کہ آپس میں خانہ جنگی ہو۔ جرم کسی کا ہو مارا کوئی اور جائے یا اور اس قسم کی صورتیں۔ یہ سب باتیں ہر سلیم الفطرت شخص کے نزدیک معیوب ہیں اور اسلام میں گناہ حرام یا قابل تعزیر وحد ہیں۔ جس قوم میں یہ پائی جائیں وہ روبزوال ہوجاتی ہیں اور بڑھ جائیں تو تباہ ہوجاتی ہیں۔

پہلے زمانوں (قرون وسطیٰ) میں بھی یہ باتیں پائی گئی ہیں۔ لیکن افراد میں تھیں یعنی بہت کم اور جب ان میں مبتلا لوگوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تو پوری مسلم قوم پر زوال آ گیا۔ حکومتیں چھنتی چلی گئیں۔ حتیٰ کہ پوری دنیا میں کوئی بھی مسلم سلطنت اپنی آزادی برقرار نہ رہ سکی۔

مذکورہ بالا خرابیوں کے پائے جانے پر عیسائیوں کے غلبہ کی خبر حدیث میں آئی ہے۔ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جب یہ تمام علامات وآثار نمایاں ہوجائیں تو عیسائی بہت ملکوں پر غلبہ کر کے قبضہ کر لیں گے اور ایسا واقعتاً ہوچکا ہے۔ دنیا بھر کی سب مسلم حکومتیں تباہ ہوگئیں اور عیسائی چھا گئے۔ اس پر یہ سوال ہوسکتا ہے کہ یہ خرابیاں تو ہماری قوم میں باقی تھیں۔ پھر عیسائیوں کا غلبہ کیسے ہٹا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عیسائیوں کے مظالم زیادہ ہوگئے۔ انہوں نے پوری دنیا کو کھلونا بنالیا اور غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور کردیا اور ظلم ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن بھیجتے وقت ہدایت فرمائی کہ ’’واتق دعوة المظلوم فانه ليس بينها وبين الله حجاب (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۰۲، کتاب الزکوٰۃ)‘‘ اور مظلوم کی بددعاء سے بچتے رہنا۔ کیونکہ مظلوم کی دعاء اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ (یعنی نہایت سرعت سے بااثر ہوتی ہے)

عیسائیوں کے پوری دنیا پر چھا جانے کے بعد سمٹ جانے کی وجہ یہی ہے کہ ان کے مظالم بڑھ گئے تھے۔ انہوں نے اقوام عالم کو محکوم ہی نہیں بلکہ انہیں غلام بھی بنالیا تھا۔ الجزائر، ویت نام، کوریا وغیرہ سب ان کے کھلونے بنے رہے ہیں اور اسرائیل کا ناسور ان کا ہی پیدا کردہ ہے۔

اگرچہ جس دور سے ہم گزر رہے ہیں وہ بھی دور فتن ہی ہے۔ طرح طرح کے فرقے نمودار ہورہے ہیں۔ اتباع سلف کے بجائے اپنی خواہش پر چلنے کا رجحان بڑھتا جارہا ہے۔ جو شخص تھوڑا بہت علم حاصل کر لیتا ہے۔ وہ تنقید وجرح کی وادئ پرخار کی راہ لیتا ہے۔ صحابہ کرامؓ اور اسلاف کو چھوڑ کر اپنی شخصیت سازی میں لگ جاتا ہے۔ یہی وہ بیماری ہے جو سب فتنوں بدعات اور اختلافات کی جڑ ہے۔ کثرت نشر واشاعت نے اسے مرض متعدی بنادیا ہے۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

ایک غلطی اور بدعت کی اصلاح نہیں ہونے پاتی کہ کوئی اور نئی بدعت کسی اور رنگ میں ظاہر ہو جاتی ہے یا کوئی اور نیا فرقہ باطلہ ابھرنے لگتا ہے۔آخر اس دور کا منتہٰی کہاں ہوگا۔

دور فتن سے احادیث میں ایسا زمانہ بھی مراد ہوتا ہے جس میں ایسی گڑ بڑ ہو کہ عقلمند سے عقلمند شخص بھی حیران رہ جائے۔ایک پہلو کی اصلاح ہونے سے پہلے دوسرے پہلو کی خرابی پیدا ہو جائے یا ایک پہلو کی اصلاح میں دوسری پہلو کی خرابی پیدا ہونے کا احتمال نظر آئے۔اس دور میں بھی یہی حالت جارہی ہے۔کوئی واضح راستہ کسی کے سامنے نہیں ہے اور کوئی راہ بے خار نہیں رہی۔

لیکن احادیث مقدسہ کی روشنی میں یوں لگتا ہے کہ رفتہ رفتہ مسلمان سنبھلتے ہی چلے جائیں گے۔کیونکہ انہیں عروج کی طرف جانا تقدیرات الٰہیہ ظہور میں آنی ہیں۔مسلمان اگر خود نہ سنبھلے تو حالات سنبھلنے پر مجبور کریں گے۔یہ ایک بہترین فاتح قوم بننے والی ہے۔اگر چہ یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ پوری طرح خودکفیل نہ ہو پائیں گے۔درمیان ہی میں دنیا کے حالات ایسے ہو جائیں گے کہ دنیا بھر کے مسلمان اور عیسائی آپس میں معاہدہ کریں اور کسی تیسری طاقت سے جنگ کریں گے اور فتح یاب ہوں۔اب آنے والا طویل دور عروج کے ساتھ طویل عالمی جنگ کا بھی ہوگا۔واللہ تعالیٰ اعلم!

حدیث شریف میں آتا ہے حضرت معاذ بن جبلؓ روایت کرتے ہیں کہ:’’عن معاذ بن جبلؓ قال قال رسول اللہ ﷺ عمران بیت المقدس خراب یثرب وخراب یثرب خروج الملحمة وخروج الملحمة فتح القسطنطینیة وفتح القسطنطینیة خروج الدجال ثم ضرب بیده علیٰ فخذ الذی حدثه او منكبه ثم قال ان هذا لحق كما انك ههنا او كما انك قاعد یعنی معاذ بن جبل (ابوداؤد شریف باب فی امارات الملاحم)‘‘ ﴿حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بیت المقدس کی آبادی یثرب (مدینہ منورہ) کی بربادی ہوگی اور یثرب شریف کی ویرانی جنگ کا پیش خیمہ ہوگی اور جنگ کا شروع ہونا قسطنطنیہ کی فتح ہوگا اور قسطنطنیہ کا فتح ہونا دجال کا خروج ہوگا۔پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے کندھے (مونڈھے) پر یا ران پر مارا پھر فرمایا کہ بلاشبہ یہ سب حق ہے۔(یقیناً ہوگا) جیسے کہ تم یہاں موجود بیٹھے ہو۔(یعنی معاذ بن جبل)﴾

احادیث میں اکثر جگہ لفظ فتنہ سے آپس کی لڑائی اور خانہ جنگی مراد ہوتی ہے اور ملحمہ سے وہ لڑائی مراد ہوتی ہے جو مسلمانوں کی دوسروں سے ہو۔اس وقت اسرائیل نے بیت المقدس کو دارالخلافہ بنا لیا ہے۔اس لئے اس کی آبادی کا عروج تو شروع ہوگیا ہے۔احادیث مقدسہ سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ عیسائیوں کا مذہبی (یعنی عیسائیت کا) مرکز روم ہوگیا اور ممکن ہے مادی مرکز بھی اسی کو بنا لیا جائے۔

مسلمان اور عیسائی دشمن پر فتح یاب ہونے کے بعد صرف دو آدمیوں کے جھگڑے کی وجہ سے ایک بات کو اپنے وقار کا مسئلہ بنا کر معاہدہ توڑ دیں گے اور مسلمانوں سے جنگ کریں گے۔چنانچہ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

صحابہؓ نے فرمایا: ''سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ستصالحون الروم صلحا امنا فتغزون انتم وهم عدوا من ورائكم فتنصرون وتغنمون وتسلمون ثم ترجعون حتىٰ تنزلوا بمرج ذی تلول فيرفع رجل من اهل النصرانية الصليب فيقول غلب الصليب فيغضب رجل من المسلمين فيدقه فغند ذلك تغدر الروم وتجمع اللمحمة (ابوداؤد باب مایذکر من ملاحم الروم) '' ﴿میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب (ایسا وقت آئے گا کہ) تم اہل روم سے قابل اطمینان صلح کرو گے۔ پھر تم اور وہ اپنے ایک دشمن سے لڑو گے۔ تمہیں نصرت وغنیمت حاصل ہوگی اور بچ بھی جاؤ گے۔ (سلامت رہو گے) پھر واپسی کے وقت ایک سبزہ زار میں جہاں ٹیلے ہوں گے۔ ٹھہرو گے وہاں نصرانیوں میں سے ایک شخص صلیب بلند کر کے کہے گا کہ صلیب غالب آئی۔ اس پر مسلمانوں میں سے ایک شخص کو غصہ آئے گا وہ صلیب توڑ دے گا۔ اس وقت (صرف دو شخصوں کے جھگڑے پر اہل روم وعیسائی) معاہدہ توڑ دیں گے اور جنگ کے لئے جمع ہو جائیں گے۔﴾

اس لڑائی میں عیسائیوں کو کامیابی ہوگی۔ مسلمانوں کا زبردست نقصان ہوگا۔ وہ اپنا ہدف مدینہ منورہ کو بنائیں گے۔ کسی لائن سے وہ خیبر تک پہنچ جائیں گے۔ مسلمانوں کا حکمران وفات پا جائے گا۔ اس وقت جو ہوگا وہ اس حدیث میں آتا ہے: ''عن ام سلمة زوج النبی ﷺ عن النبی ﷺ قال یکوم اختلاف عندموت خلیفة فیخرج رجل من اهل المدینة هارباً الیٰ مكة فیاتیه ناس من اهل مكة فیخرجونه وهو كارة فیبایعونه بین الركن والمقام (ابوداؤد کتاب المهدی) '' ﴿جناب رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ حضرت ام سلمہؓ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت فرمائی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک خلیفہ کی وفات کے وقت اختلاف ہوگا تو ایک شخص (جو خلافت کا اہل ہوگا) مدینہ سے مکہ مکرمہ تک بھاگ جائے گا۔ اس کے پاس اہل مکہ آئیں گے۔ اسے (گھر سے) نکالیں گے۔ وہ اس معاملہ کو پسند نہ کرتا ہوگا۔ (لیکن لوگ) ان سے رکن اور مقام کے درمیان بیعت کریں گے۔﴾

اس وقت شام میں جو حاکم ہوگا وہ ان کی مخالفت میں لشکر روانہ کرے گا۔ جو یہودی یا عیسائی حکومتوں کے ابھارے پر جو صورت بھی ہو۔ ''ویبعث الیه بعث من الشام فیخسف بهم بالبیداء بین مكة والمدینة '' ﴿شام سے ان کے مقابلہ کے لئے لشکر بھیجا جائے گا۔ اس لشکر کو مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع بیداء میں دھنسا دیا جائے گا۔﴾

اس مضمون کی دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے دریافت فرمایا: ''یا رسول اللہ ﷺ کیف بمن كان كارهاً قال یخسف بهم ولكن یبعث یوم القیامة علیٰ نیته (ابوداؤد کتاب المهدی) '' ﴿اے اللہ کے سچے رسول اس لشکر والوں کے ساتھ جو لوگ بہ مجبوری (مثلاً جبری بھرتی سے) آ گئے ہوں گے ان کا کیا ہوگا؟ ارشاد فرمایا وہ بھی دھنسا دیئے جائیں گے۔ لیکن ہر شخص قیامت کے دن اپنی نیت کے مطابق

اٹھایا جائے گا۔﴾ یعنی جو لوگ جبراً ساتھ لیے گئے ہوں گے ان کا حشر ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔

حضرت ام سلمہؓ کی پہلی والی روایت میں ہے کہ:''فاذا رای الناس ذلك اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فيبايعونه'' ﴿جب یہ دیکھیں گے تو شام کے ابدال (اولیاء کرام) اور عراق کے (بہترین لوگ) گروہ در گروہ ان کے پاس آئیں گے اور ان سے بیعت ہوں گے۔﴾

ان کی مدد کرنے والے اہل ماوراء النہر بھی ہوں گے۔ حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا:''يخرج رجل من وراء النهر يقال له الحارث حراث علىٰ مقدمته رجل يقال له منصور يوطيء او يمكن لآل محمد كما مكنت قريش لرسول الله ﷺ وجب علىٰ كل مؤمن نصره اوقال اجابته (ابوداؤد كتاب المهدى)'' ﴿ایک شخص وراء النہر سے چلے گا۔ اسے حارث کہا جاتا ہوگا۔ وہ حراث (یعنی کاشت کرنے والا) ہوگا۔ اس کے لشکر کے اگلے حصہ مقدمۃ الجیش پر مامور شخص کو منصور کہا جاتا ہوگا۔ وہ ال محمد ﷺ کے لئے ان کے مضبوط ہونے کے لئے مؤثر طرح کام کرے گا۔ جیسے (قبائل قریش نے اسلام قبول کرنے کے بعد) جناب رسول اللہ ﷺ کے (دین کے) لئے استحکام کا کام کیا۔ ہر ایمان والے شخص پر اس کی مدد واجب ہے۔﴾

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ماوراء النہر یعنی دریائے سیحون کے پار علاقوں میں اسلام نہایت جوش سے ابھر چکا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں ہے:''ثم ينشأ رجل من قريش اخواله كلب فيبعث اليهم بعثا فيظهرون عليهم وذالك بعث كلب والخيبة لمن لم يشهد غنيمة كلب (ابوداؤد كتاب المهدى)'' ﴿پھر ایک قریشی شخص ابھرے گا۔ (اس کی ننھیال) اس کے ماموں بنوکلب ہوں گے۔ وہ حضرت مہدی کے مقابلہ کے لئے لشکر روانہ کرے گا۔ حضرت مہدی ان پر فتح پائیں گے۔ یہ لشکر (درحقیقت) بنوکلب پر مشتمل ہوگا۔ جو ان کے اموال غنیمت نہ حاصل کرے وہ خسارہ میں رہا۔﴾

حضرت امام مہدی علیہ رحمۃ اللہ ورضوانہ کے نام کے بارے میں ارشاد ہوا:''يواطيء اسمه اسمى واسم ابيه اسم ابى (ابوداؤد كتاب المهدى)'' ﴿ان کا نام میرے نام پر ہوگا اور ان کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا۔﴾

حضرت مہدی کے ساتھ موعود کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی جن کے ظہور کی اطلاع دی گئی ہے اور ان کا وجود اس وقت سارے مسلمانوں کی فلاح کا سبب ہوگا اور اس کا احادیث میں وعدہ کیا گیا ہے۔ ان کے بارے میں بہت روایات موجود ہیں۔ حتیٰ کہ روایات میں حضرت مہدی کا حلیہ بھی بتلایا گیا ہے۔

''اجلى الجبهة اقنى الانف'' ﴿کشادہ پیشانی بلند ناک۔﴾

ایک اور روایت میں نسب بھی بتلایا گیا ہے۔ حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا:''ان ابنى هذا سيد كما سماه النبى ﷺ وسيخرج من صلبه رجل يسمىٰ باسم نبيكم ﷺ يشبهه فى

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

الخلق ولا یشبهه فی الخلق (ابوداؤد شریف کتاب المهدی)'' ﴿میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ جیسے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے انہیں (سید) فرمایا ہے اور ان کی نسل میں ایک شخص پیدا ہوگا تمہارے نبی کا ہم نام ہوگا۔ عادات میں نبی کریم ﷺ کے مشابہ ہوگا۔ شکل وصورت میں نہیں۔﴾

آپ کے متعلق تحریر کردہ رسائل میں یہ بھی ہے کہ آپ لکھنا پڑھنا نہ جانتے ہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ازغیب علم عطاء ہوگا۔ جسے ''علم لدنی'' کہا جاتا ہے۔

''یعمل فی الناس بسنة نبیهم صلی اللّٰه علیه وسلم ویلقی الاسلام بجرانه الی الارض (ابوداؤد کتاب المهدی)'' ﴿لوگوں میں سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق عمل کریں گے اور اسلام بڑے سکون کے ساتھ ساری دنیا میں جم جائے گا۔﴾

یہاں تک گزری ہوئی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس وقت جو دور جا رہا ہے۔ اس میں انشاء اللہ مسلمانوں کی بہتری ہوگی۔ اسلام کی طاقت بڑھے گی۔ مسلمانوں کی خرابیوں کا ازالہ ہوتا جائے گا۔ مزید کمزوریاں جہاد کی برکت سے دور ہوتی جائیں گی۔ پورے عالم پر طویل ترین یا سخت ترین جنگ کا دور گزرے گا۔ مسلمان اور عیسائی قریب ہوں گے اور آپس میں جنگی معاہدہ کریں گے۔ پھر وہ شدید ترین جنگ کسی تیسرے فریق سے ہوگی۔ اس میں مسلم عیسائی متحدہ قوت کامیاب ہوگی۔ ان اتحادیوں کی کامیابی کے بعد پھر ذرا سی بات پر عیسائی معاہدہ منسوخ کر کے برسرپیکار ہو جائیں گے۔ مسلمان جو جانی یا مادی طاقت میں ناکافی حد تک خودکفیل ہوئے ہوں گے شکست کھا جائیں گے اور بہت سے مسلم علاقے عیسائیوں کے قبضہ میں چلے جائیں گے۔ جن میں ترکی، اردن اور سعودی عرب کا علاقہ صاف سمجھ میں آتا ہے۔ پھر لڑائی کا زور اس علاقے میں اور شام وفلسطین میں رہے گا۔ ان سب لڑائیوں میں جانی نقصان بے حد ہوگا۔ خدا ہی جان سکتا ہے کہ یہ جنگ کس قسم کی ہوگی کن ہتھیاروں سے لڑی جائے گی۔ ایٹمی ہوگی یا دوسرے ہتھیاروں سے ہوگی۔ اس حصہ تک خوارق عادات کا ظہور نہ ہوگا۔ انسان نے اس وقت تک جو مادی ریڈیائی ترقی کی ہے کچھ کرے گا وہ آخری حد کو پہنچ چکی ہے یا پہنچ جائے گی۔ یہ ترقی بھی خوارق عادت کے مشابہ ہے۔ اس کے بعد ظہور مہدی سے روحانی خوارق کا ذکر ملتا ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور خلیفۂ وقت کے انتقال پر ہوگا۔ وہ خود مہدی ہونے کا دعویٰ نہ کریں گے۔ لوگ پہچان کر انہیں خلیفہ بننے پر مجبور کریں گے۔ حضرت امام مہدی اسلامی افواج جمع کر کے جلد اور عیسائیوں پر اپنے علاقے واپس لینے کے لئے جواباً حملہ کریں گے اور فتح کرتے کرتے ترکی تک پہنچیں گے۔ جس وقت استنبول (قسطنطنیہ) فتح کریں گے۔ اس وقت انہیں ظہور دجال کی اطلاع ملے گی۔ اس لڑائی میں مسلمان فاتح ہوں گے۔ لیکن اتنی بڑی تعداد میں شہید بھی ہو جائیں گے کہ فتح کی خاصی خوشی نہ ہوا کرے گی۔ سو میں سے ایک آدمی زندہ رہ جائے گا۔ (یعنی کسی کسی خاندان کا یہ حال ہوگا) (مسلم شریف ج۲ ص۳۹۲)

احادیث مقدسہ سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اسی دوران یہودی بھی مسلمانوں سے لڑیں گے اور ہو سکتا ہے کہ

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

یہ لڑائی حضرت مہدی علیہ السلام کے اسی سفر جہاد میں شام سے ترکی جاتے ہوئے موجودہ (امریکہ کی ذیلی ریاست) اسرائیل میں ہو۔ اس کی خبر یوں دی گئی ہے۔

''تقاتلکم الیهود فتسلطون علیهم حتیٰ یقول الحجر یا مسلم هذا یهودی ورائی فاقتله (مسلم ج۲ ص۳۹۶، کتاب الفتن وشرائط الساعة)''

موجودہ حالت اور انجام سورہ بنی اسرائیل کے ابتدائی حصہ میں ''وان عدتم عدنا'' کے جملہ سے بھی مفہوم ہوتی ہے کہ ان کی بداعمالیاں بڑھیں گی۔ جب وہ انتہاء کو پہنچیں گی تو انتہائی سزا دی جائے گی۔ مسلم شریف میں اسی صفحہ پر جو روایات دی گئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سب یہودی مارے جائیں گے۔ انہیں پتھر بھی پناہ نہ دیں گے۔ صرف ایک درخت جسے ''غرقد'' کہا جاتا ہے اس کے پیچھے یا اس کی آڑ میں ہوں گے تو وہ انہیں پناہ دے گا۔ ''غرقد'' کو ''عوسجہ'' بھی کہتے ہیں۔ کانٹوں دار درخت ہے۔ فلسطین کے علاقہ میں ہوتا ہے۔ چھوٹے کو ''عوسجہ'' اور بڑے کو ''غرقد'' کہتے ہیں۔ ان کا مارا جانا اور درختوں اور پتھروں کا مخبری کرنا یہ خوارق عادت کے طور پر ذکر فرمایا گیا ہے۔ اگرچہ ممکن ہے کہ یہ سائنسی ترقی ہو۔ لیکن احادیث کا سیاق وسباق اور انداز بیان خرق عادت پر دلالت کر رہا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم!

حضرت مہدی علیہ السلام کے لشکر کا ایک حصہ بھاگ کھڑا ہوگا۔ ایک حصہ شہید ہو جائے گا۔ یہ لوگ افضل الشہداء عنداللہ ہوں گے (مسلم ج۲ ص۳۹۱) ایک حصہ جو بقیہ رفقاء فتح یاب ہوتا چلا جائے گا۔ یہ لشکر قسطنطنیہ فتح کر لے گا۔ ابھی اس معرکہ سے فارغ ہی ہوئے ہوں گے کہ کوئی شیطان یہ خبر پھیلائے گا کہ دجال تم لوگوں کے اہل وعیال میں پہنچ گیا ہے۔ یہ لوگ واپس روانہ ہوں گے اور شام کے موجودہ دارالخلافہ دمشق پہنچیں گے۔ تو وہاں دجال نہ ہوگا۔ یہ خبر جھوٹی ہوگی۔ لیکن وہیں اتنا پتہ چل جائے گا کہ وہ دنیا میں ظاہر ہو چکا ہے۔ ابھی یہ لوگ اسی مقام پر ہوں گے کہ نزول مسیح علیہ السلام ہو جائے گا۔ (مسلم ج۲ ص۳۹۲)

حضرت مہدی علیہ السلام کا دور حکومت بابرکت ہوگا۔ عدل وانصاف اپنے کمال پر ہوگا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ ان کا دور حکومت سات سال اور بعض روایات کے مطابق نو سال ہوگا۔ (ابوداؤد کتاب المہدی) پھر حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا دور شروع ہوگا۔ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر مستقل تصانیف موجود ہیں۔ حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' اسی موضوع پر تالیف فرمائی ہے۔ یہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے شائع کی ہے اب نایاب ہے اور میرا مقصد تمام روایات کو جمع کرنا نہیں ہے۔ بلکہ ایک خاکہ پیش کرنا ہے جو احادیث مقدسہ کی روشنی میں سمجھ میں آتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ظہور یاجوج وماجوج ہوگا۔ یہ کثیر التعداد قوم ہوگی۔ ان سے مقابلہ نہیں کیا جاسکے گا۔ البتہ بچا جاسکے گا کہ انسان محصور ہو جائے۔ حدیث میں یہی تدبیر بتلائی گئی ہے۔ (مسلم ج۲ ص۴۰۱، ۴۰۲)

ان کی تعداد کی کثرت ان احادیث میں آئی ہے۔ جن میں جہنم میں داخل کیے جانے والے لوگوں کا ذکر

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک اور یاجوج ماجوج ایک ہزار ہوں گے۔

(بخاری شریف ج۱ ص۴۷۲، باب قصۃ یاجوج وماجاج وقول اللہ عزوجل ویسئلونک عن ذی القرنین)

ممکن ہے بخاری شریف وغیرہ کی اس روایت میں اس وقت کے مسلمان اور یاجوج ماجوج کا تناسب مراد ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہورہا ہے کہ وہ کافر ہوں گے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ یہ اولاد یافث بن نوح علیہ السلام سے ہیں۔ ان کے بارے میں تو اتنا ہی بتلانا کافی ہے کہ ان کا وجود مسلم ہے اور جس وقت ان کے فتنہ کا ظہور ہوگا اس وقت ان کے شر سے بچنے کی تدبیر محصور ہو جانے کے سوا کچھ نہیں۔ ان کی حالت کے بارے میں مسلم شریف میں ص۴۰۱، ۴۰۲ پر روایات موجود ہیں۔ ان کی ہلاکت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعاء سے ہوگی۔ اسی صفحہ پر مسلم شریف میں ہے کہ یہ وجود باری تعالیٰ کا مذاق اڑاتے ہوں گے اور یہ بھی ہے کہ ان کی موت (ظاہری اسباب میں) بہت چھوٹے کیڑوں سے ہوگی۔ ''یرسل علیهم النغف (مسلم شریف ص ٤٠١)'' نغف ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے جو اونٹ اور بکری کی ناک میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے جراثیم ان پر چھا جائیں گے ان کی گردن میں تکلیف ہوگی۔ لیکن دجال کے بارے میں بہت روایات ہیں اور اس کا ظہور اور سارا زور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے ہی ہوگا۔ اس لئے آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ارشادات فرمائے ہیں وہ ملحوظ رکھنے چاہئیں تاکہ اس کے شر سے ہر صاحب ایمان بچ سکے۔

۞...... دجال کا ظہور اصفہان سے ہوگا۔ اس کے ساتھ یہودی ہوں گے۔ مسلم شریف میں ہے:

''یتبع الدجال من یهود اصبهان سبعون الفا علیهم الطیالسة (مسلم شریف ج۲ ص ٤٠٥)''

﴿دجال کے ساتھ اصفہان کے ستر ہزار (یعنی بہت بڑی تعداد میں) یہودی ہوں گے۔ ان کے لباس میں ان کی خاص وضع کی لمبی ٹوپی ہوگی۔﴾

۞...... اسے لوگوں پر کسی وجہ سے سخت غصہ آئے گا۔ اس وقت اس کا ظہور ہوگا۔ ''ان اوّل ما یبعثه علی الناس غضب یغضبه (مسلم شریف ج۲ ص۳۹۹، باب ذکر الدجال)''

۞...... اس کی طاقت پوری شیطانی طاغوتی قوت کا مظہر ہوگی اور مافوق الفطرت اور مافوق العقل چیزیں ظاہر کرے گا۔ مسند احمد میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر جناب رسول اللہ ﷺ تک سب انبیاء کرام اس کی آمد کی خبر دیتے رہے ہیں اور اس کے فتنہ سے ڈراتے رہے ہیں۔ (ابوداؤد، مسلم ج۲ ص۴۰۰)

۞...... عظیم الجثہ ہوگا لیکن قد چھوٹا محسوس ہوتا ہوگا۔ چلتے وقت ٹانگیں پھیلا کر چلا کرے گا۔ ایڑیاں دور رہیں گی اور پنجے قریب ہوا کریں گے۔ (ابوداؤد باب خروج الدجال)

۞...... اس کی ایک آنکھ میں عیب ہوگا۔ داہنی آنکھ انگور کے دانے کی طرح ابھری ہوئی ہوگی۔

''اعورا العین الیمنیٰ کان عینه عنبة طافیة (مسلم ج۲ ص۲۹۹)'' ﴿اس کی ایک آنکھ کے ڈھیلے پر گاڑھا ناخنہ ہوگا۔﴾ ''علیها ظفرة غلیظة (مسلم ج۲ ص ٤٠٠)''

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

✪ ...... اس کے بدن پر بہت بال ہوں گے۔’’جفال الشعر (مسلم ج ۲ ص ۴۰۰)‘‘

✪ ...... وہ جوان ہوگا اس کے بال بہت گھنگھریالے ہوں گے۔’’شاب قطط (مسلم ص ۴۰۱)‘‘

✪ ...... اس سے بہت بڑی بڑی خوارق عادات ظاہر ہوں گی۔ پانی نہر بارش باغ جسے وہ جنت کہے گا اور آگ جسے وہ جہنم کہے گا اس کے ساتھ ہوں گی۔ حقیقت یہ ہوگی کہ اس کا پانی آگ ہوگا اور آگ پانی ہوگی۔ جو مسلمان ایسے موقع پر پھنس جائے تو اسے چاہئے کہ اس کی آگ میں داخل ہو۔ کیونکہ وہ شیریں پانی ہوگا۔ پیاس کے وقت اس کی آگ ہی پئے یہ پانی ہوگا۔ فرمایا گیا:’’ولیغمض ثم لیطاطی راسه فیشرب منه (مسلم ص ۴۰۰)‘‘ ﴿آنکھ بند کر کے سر جھکا کر آگ کو پانی کی طرح پی لے۔﴾

✪ ...... مسلمان کو اس کا کافر ہونا صاف نظر آجائے گا۔’’مکتوب بین عینیه ك ف ر (مسلم شریف ج ۲ ص ۴۰۰)‘‘

✪ ...... یہ دنیا بھر میں چکر لگائے گا۔ بجز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے دونوں جگہ شہروں میں نہ داخل ہوسکے گا۔’’لیس من بلد الا سیطؤه الدجال الا مکة والمدینة (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۵۳)‘‘ دجال کے وجود کے یقینی بنانے کے لئے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں نہ طاعون آئے گا نہ دجال۔’’لا یدخلها الطاعون ولا الدجال (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۵۲)‘‘

چودہ سو سال میں دیکھ چکے ہیں کہ مدینہ شریف میں طاعون کی وباء کبھی نہیں ہوئی۔ اس لئے اس کے ساتھ دوسری بات کہ دجال کا وجود بھی ہوگا اور وہ وہاں نہ داخل ہوسکے گا صحیح ہوگی۔

✪ ...... یہ مدینہ منورہ کے باہر بنجر زمین شور ایک میدان میں ٹھہرے گا۔’’ینزل بعض السباخ التی بالمدینة (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۵۳)‘‘

✪ ...... لوگ اس سے بچنے کے لئے پہاڑوں پر بھاگ جائیں گے۔ عرب اس زمانہ میں تھوڑے ہوں گے (مسلم شریف ج ۲ ص ۴۰۵) عربوں کی تعداد آبادی کے لحاظ سے اب بھی زیادہ نہیں ہے۔ پھر شاید جہاد وغیرہ میں شہید ہو کر تعداد اور کم ہو جائے۔

✪ ...... اس سے بچنے اور دور رہنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے ارشاد ہوا:’’من سمع بالدجال فلینأ عنه فوالله ان الرجل لیاتیه وهو یحسب انه مومن فیتبعه مما یبعث به من الشبهات (ابوداؤد باب خروج الدجال)‘‘

جو اس کی خبر سنے اسے چاہئے کہ اس سے دور رہے۔ خدا کی قسم آدمی اس کے پاس آئے گا اور یہ سمجھتا ہوگا کہ میں پکا مسلمان ہوں۔ مگر اس کے پاس جاتے ہی اس کے پیچھے چلنے لگے گا۔ کیونکہ وہ شبہ میں ڈال دینے والی چیزیں دے کر بھیجا جائے گا۔ (جادو وغیرہ کی زبردست قوت اس کے ساتھ ہوگی)

✪ ...... جس کا اس سے سامنا ہو جائے تو سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔ یہ آیات اس کے فتنہ

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

سے تمہاری پناہ ہوں گی۔ (مسلم ج۲ ص۴۰۱، باب ذکر الدجال)

’’اللهم احفظنا واعذنا من شره ۰ آمین‘‘

۞...... مدینہ شریف سے ہوکر جب یہ ارض فلسطین امریکہ کی ذیلی ریاست اسرائیل میں پہنچے گا تو نزول عیسیٰ علیہ السلام ہو چکا ہوگا۔ وہ اس کے پیچھے دمشق سے روانہ ہوں گے۔ اسے موجودہ اسرائیل کے مقام ’’لد‘‘ کے باہر قتل کردیں گے۔ ’’حتیٰ یدرکه بباب لد فیقتله (مسلم شریف ج ۲ ص ۴۰۱)‘‘

۞...... دجال الوہیت کا مدعی ہوگا۔ (مسلم شریف ج۲ ص۴۰۲)

۞...... اس کے اولاد نہ ہوگی۔ یہ لاولد ہی مارا جائے گا۔ ’’عقیم لا یولد له (مسلم شریف ج ۲ ص ۳۹۸)‘‘ لفظ عقیم سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناقص المادۃ ہوگا۔

۞...... سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مبارکہ میں پیداوار بہت بڑھ جائے گی۔ پھل بہت بڑے بڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمین کو حکم ہوگا کہ اپنا پھل اگا اور اپنی برکت لوٹا۔

’’فیومئذ تأکل العصابة من الرمانة ویستظلون بقحفها ویبرك فی الرسل حتیٰ ان اللقحة من الابل لتکفی الفئام من الناس واللقحة من البقرة لتکفی القبیلة من الناس واللقحة من الغنم لتکفی الفخذ من الناس (مسلم شریف ج ۲ ص ۴۰۲)‘‘ ﴿اس وقت یہ حال ہو جائے گا کہ ایک انار کا پھل لوگوں کی ایک جماعت کھائے گی۔ اس کے چھلکے کا سایہ کرلیا کریں گے اور دودھ میں برکت دے دی جائے گی۔ حتیٰ کہ تازہ بیائی اونٹنی کا دودھ کثیر تعداد لوگوں کو کافی ہو جایا کرے گا اور تازہ بیا ہی گائے کا دودھ لوگوں کے ایک قبیلہ کو کافی ہوا کرے گا اور تازہ بیائی بکری کا دودھ لوگوں کے ایک کنبہ کو کافی ہو جایا کرے گا۔﴾

۞...... ’’ویهلك الله فی زمانه الملل کلها الا الاسلام (ابوداؤد خروج الدجال)‘‘ اور اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں سب مذاہب ختم کردیں گے سوائے اسلام کے۔ یعنی یہ سب کچھ خود بخود بسہولت ہوتا چلا جائے گا۔ کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے گی۔

۞...... بلاشبہ سب کچھ حق تعالیٰ کے امر ہی سے ہوتا ہے۔ لیکن کیا اس قدر زیادہ اور بڑی پیداوار کے ظاہری اور مادی اسباب بھی ہوں گے یا نہیں؟ اس کے بارے میں کبھی یہ خیال آتا ہے۔ لیکن کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکا ہوں۔ خیال یہ آتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ ایٹمی اسلحہ استعمال میں آئے۔ جس سے زمین کی صلاحیت ایک عرصہ تک مفقود ہوجائے اور پھر اس کی تاثیرات کسی اور سبب سے یا عرصہ گزر جانے سے بامر اللہ منقلب ہوکر مفید ہوجائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں ہر ابتلاء سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اپنے دین متین کی بیش از بیش خدمت لے لے۔ ہمارے اوقات میں برکت دے۔ ہمیں اپنی رضا و فضل سے دارین میں نوازے اور ہمیں ان کے ساتھ محشور فرمائے۔ جن پر اس نے انعام فرمایا۔ ’’وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العلمین ۰ وصلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا ومولانا محمد واله واصحابه اجمعین‘‘

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

حیات نبی ﷺ ...... انسانیت کاملہ کا ایک نمونہ!

حکیم حبیب شیدائی آموری

انسانی زندگی کے لئے وہی شخصیت نمونہ بن سکتی ہے جس کی سیرت میں یہ چار چیزیں پائی جائیں۔

تاریخیت، کاملیت، جامعیت اور عملیت۔

تاریخیت ایسی کہ تمام دنیا متفق ہے کہ اسلام نے اپنے پیغمبر کی بلکہ ہر اس چیز کی اور اس شخص کی جس کا ادنیٰ سا تعلق بھی حضرت ﷺ کی مبارک زندگی سے تھا۔ جس طرح حفاظت کی ہے وہ عالم کے لئے مایہ حیرت ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اقوال و افعال اور متعلقات زندگی کی روایت، تحریر اور تدوین کا فرض صحابہؓ کرام اور اس کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے انجام دیا۔ جب تمام سرمایہ روایت تحریری صورت میں آگیا تو ان تمام راویوں کے نام ونشان، تاریخ زندگی، اخلاق، عادات کو بھی تحریر میں لایا گیا۔ جس کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے اور ان سب کے مجموعہ احوال کا نام اسماء الرجال ہے۔ ایسی مستند سیرت بتائیے کس کی ہوسکتی ہے۔

آنحضرت ﷺ کی کاملیت کا یہ عالم کہ پوری زندگی لوگوں کے سامنے موجود ہے۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی کا کوئی لمحہ پردہ میں نہ تھا۔ اندر آپ بیوی اور بچوں کے مجمع میں ہوتے تھے۔ باہر معتقدوں اور دوستوں کی محفل میں۔ آپ خواہ جلوت میں ہوں یا خلوت میں، مسجد نبوی میں ہوں یا میدان جہاد میں، نماز پنجگانہ میں مصروف ہوں یا فوجوں کی درستی میں، مجلس میں وعظ فرمارہے ہوں یا خلوت میں آرام فرمارہوں۔ ہر وقت ہر شخص کو حکم تھا کہ جو کچھ میری حالت اور کیفیت ہو وہ سب منظر عام پر لائی جائے۔ ازواج مطہرات آپ کی خلوت خانوں کے حالات سنانے اور بتانے میں مشغول ہیں۔ اصحاب صفہ کا کام محض آپ کی ملفوظات تھا۔ آپ کے حالات دیکھنا اور ہمہ وقت آپ کی معیت میں گزارنا تھا۔ آنحضرت ﷺ پر جو لوگ ایمان لائے وہ معمولی قسم کے افراد نہیں تھے۔ بلکہ ایک ایسی آزاد قوم کے افراد تھے جو اپنی عقل و دانش کے لحاظ سے ممتاز تھی۔ جس نے ابتدائے آفرینش سے آج تک کبھی کسی کی اطاعت نہیں کی تھی۔ وہ لوگ جو مشہور و معروف تاجر تھے ان کی دقیقہ سنجی، نکتہ رسی اور عقل و ذہانت کے ثبوت مسائل اور احکام کی صورت میں آج بھی موجود ہیں۔ کیا ایک لمحہ کے لئے بھی کوئی تصور کرسکتا ہے کہ ایسے پرزور، قوی بازو، اصحاب عقل و خرد سے آنحضرت ﷺ کا کوئی حال چھپا رہ سکتا تھا؟ اور وہ دھوکا کھا سکتے تھے؟ بلکہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کی ایک ایک جنبش کی نقل کی ہے اور آپ کے نقش قدم پر چلنا اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ یہ آپ کی کاملیت کی ناقابل تردید دلیل ہے۔

عزم و استقلال، شجاعت، صبر، شکر، توکل، رضا بتقدیر، مصیبتوں کی برداشت، قربانی، قناعت، استغناء، جود، تواضع، خاکساری، مسکنت، غرض نشیب و فراز، بلند و پست ہر ایک اخلاقی پہلو کے لئے جو مختلف انسانوں کو مختلف حالتوں میں اور مختلف صورتوں میں پیش آتے ہیں۔ ہم کو عملی ہدایت اور مثال کی ضرورت ہے۔ مگر وہ کہاں مل سکتی ہے؟ صرف محمد ﷺ کے پاس۔ ایک ایسی شخصی زندگی جو ہر طائفہ انسانی اور ہر حالت انسانی کی مختلف

زندگیوں اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو۔ صرف رسول اللہﷺ کی سیرت ہے۔ اگر تم دولت مند ہو تو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی پیروی کرو۔ اگر تم غریب ہو تو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو! اگر تم استاد ہو اور معلم ہو تو صفہ کی درسگاہ کے معلم قدس کو دیکھو۔ اگر تم شاگرد ہو تو روح امین کے سامنے بیٹھنے والے کو دیکھو۔ اگر تم تنہائی اور بے کسی کے عالم میں حق کی منادی کا فرض انجام دینا چاہتے ہو تو مکہ کے بے یار ومددگار نبی کا اسوہ تمہارے سامنے ہے۔ اگر تم حق کی نصرت کے بعد دشمنوں کو زیر اور اپنے مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو تو فاتح مکہ کا نظارہ کرو۔ اگر تم جوان ہو تو مکہ کے ایک چرواہے کی سیرت پڑھو۔ اگر تم یتیم ہو تو عبداللہ اور آمنہ کے گوشۂ جگر کو نہ بھولو۔ اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہؓ اور عائشہؓ کے مقدس شوہر کی حیات پاک کا مطالعہ کرو۔ اگر تم عدالت کے قاضی ہو اور پنچایتوں کے ثالث ہو تو کعبہ میں نور آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو۔ جو حجر اسود کو کعبہ کے ایک کونہ میں کھڑا کر رہا ہے۔ مدینہ کی کچی مسجد کے صحن میں بیٹھنے والے منصف کو دیکھو جس کی نظر انصاف میں شاہ وگدا اور امیر وغریب برابر تھے۔ تمہاری سیرت کی درستی واصلاح کے لئے سامان تمہارے طریق چلنے کے لئے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمدﷺ کی جامعیت کبریٰ کے خزانے میں ہروقت اور ہر دم مل سکتا ہے۔

حضورﷺ کے علاوہ دوسری شخصیتوں کو دنیا مانتی ہے۔ ان کی سیرتوں کے تمام صفحات پڑھ جایئے۔ دلچسپ تھیوریاں ملیں گی۔ دلآویز حکایتیں ملیں گی۔ خطیبانہ بلند آہنگیاں ملیں گی۔ تقریر کا زور وشور اور فصاحت وبلاغت کا جوش نظر آئے گا۔ مؤثر تمثیلیں تھوڑی دیر کے لئے دل خوش کر دیں گی۔ مگر جو چیز نہیں ملے گی وہ عمل، کام اور اپنے احکام اور نصیحتوں کو آپ برت کر اور کر کے دکھانا ہے۔ بحیثیت ایک عمل پیغمبر کے آنحضرتﷺ کی سیرت پاک درحقیقت قرآن حکیم کی عملی تفسیر ہے جو حکم آپ پر اتارا گیا آپ نے پہلے اس کو کر کے دکھایا۔ ایمان، توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ وخیرات، جہاد، ایثار، قربانی، عزم، استقلال، صبر، شکر، ان کے علاوہ اور حسن عمل اور حسن خلق کی باتیں جس قدر آپ نے بیان فرمائیں ان کے لئے سب سے پہلے آپ نے اپنا عملی نمونہ پیش فرمایا۔ جو کچھ قرآن میں تھا وہ سب مجسم ہو کر آپ کی زندگی میں نظر آیا۔ چند صحابی حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے ام المؤمنین! حضورﷺ کے اخلاق ومعمولات بیان فرمایئے۔ ام المؤمنینؓ نے جواب میں کہا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ قرآن الفاظ وعبارت ہے اور رسول اللہﷺ کی سیرت اس کی عملی تفسیر ہے۔ بتایئے ایسی عملیت ہم کس کی زندگی میں پا سکتے ہیں؟ یہ تو صرف اور صرف حضورﷺ ہی کی شخصیت ہے۔

ابن آدم میں کہاں اس کی مثال اس کا جواب ایک کملی پوش لیکن آبروئے شش جہات
ایک درس خلق اطہر اک محبت کی کتاب ایک چرواہا مگر ہاتھوں میں نبض کائنات

اس لئے طبقۂ انسانی کے ہر طالب علم اور نور ایمانی کے ہر متلاشی کے لئے صرف محمدﷺ کی سیرت ہے۔ محمدﷺ کی سیرت آج سکون اور حق کی متلاشی دنیا کے لئے واحد دوکان ہے۔ جہاں ہر جنس کے خریدار اور ہر شئے کے بہترین نمونے موجود ہیں۔

سیدنا امام محمد الباقر بن علی بن حسینؓ!

شاہ معین الدین احمد ندویؒ

نام ونسب

محمد نام، ابو جعفر کنیت، باقر لقب، حضرت امام زین العابدین کے فرزند ارجمند تھے۔ ان کی ماں ام محمد حضرت امام حسنؓ کی صاحبزادی تھیں۔ اس لئے آپ کی ذات گویا ریاض نبوی کے پھولوں کا دوآتشہ عطر تھی۔

پیدائش

صفر ۵۷ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ اس حساب سے ان کے جد بزرگوار حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے وقت ان کی عمر چار سال کی تھی۔ (ابن خلکان ج اول ص ۴۵۰)

فضل وکمال

باقر اس معدن کے گوہر شب چراغ تھے۔ جس کے فیض سے ساری دنیا میں علم وعمل کی روشنی پھیلی۔ پھر حضرت امام زین العابدین جیسے مجمع البحرین باپ کے آغوش میں پرورش پائی تھی۔ ان موروثی اثرات کے علاوہ خود آپ میں فطرۃً تحصیل علم کا ذوق تھا۔ ان اسباب نے مل کر آپ کو اس عہد کا ممتاز ترین عالم بنا دیا تھا۔ وہ اپنے وفور علم کی وجہ سے باقر کے لقب سے ملقب ہوگئے تھے۔ بقر کے معنی عربی میں پھاڑنے کے ہیں۔ اسی سے بقرالعلم ہے۔ یعنی وہ علم کو پھاڑ کر اس کی جڑ اور اندرونی اسرار سے واقف ہوگئے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج اول ص۱۱۱)

بعض علماء ان کا علم ان کے والد بزرگوار سے بھی زیادہ وسیع سمجھتے تھے۔ محمد بن منکدر کا بیان ہے کہ میری نظر میں کوئی ایسا صاحب علم نہ تھا جسے علی بن حسین پر ترجیح دی جاسکتی۔ یہاں تک کہ ان کے صاحبزادے محمد کو دیکھا۔ وہ اپنے عہد میں اپنے خاندان بھر کے سردار تھے۔ (تہذیب التہذیب ج۹ ص۳۵۰)

علامہ ذہبی لکھتے ہیں: ”کان سید بنی ھاشم فی زمانہ“ (تذکرۃ الحفاظ ج اول ص۱۱۱)

امام نووی لکھتے ہیں کہ وہ جلیل القدر تابعی اور امام بارع تھے۔ ان کی جلالت پر سب کا اتفاق ہے۔ ان کا شمار مدینہ کے فقہا اور آئمہ میں تھا۔ (تہذیب الاسماء ج اوّل ص ۸۷)

حدیث

حدیث ان کے گھر کی دولت تھی۔ اس لئے وہ اس کے سب سے زیادہ مستحق تھے۔ علامہ ابن سعد لکھتے ہیں: ”کان ثقة کثیرا لعلم والحدیث“ (ابن سعد ج۵ ص ۲۳۸)

اس گنج گراں مایہ کو انہوں نے اپنے والد محترم امام زین العابدینؒ، اپنے نانا حضرت امام حسنؓ، اپنے دادا حضرت علیؓ، اپنے چچیرے دادا محمد بن حنفیہ، اپنے جد امجد کے چچیرے بھائی عبداللہ بن جعفرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، اپنی

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

دادی حضرت عائشہؓ، ام سلمہؓ، وغیرہ کے مخزن سے بالواسطہ حاصل کیا تھا۔ یعنی ان بزرگوں سے ان کی روایات مرسل ہیں۔ اپنے گھر کے باہر انس بن مالکؓ، سعید بن مسیب، عبداللہ بن ابی رافع، حرملہ، عطاء بن یسار، یزید بن ہرمز اور ابو مرہ وغیرہ سے مستفید ہوئے تھے۔ (تہذیب التہذیب ج۹ ص۳۵۰)

تلامذہ

اس عہد کے بڑے بڑے آئمہ امام اوزاعی، اعمش، ابن جریج، امام زہری، عمرو بن دینار اور ابو اسحٰق سبیعی وغیرہ اکابر تابعین اور تبع تابعین کی بڑی جماعت آپ کے خرمن کمال کی خوشہ چین تھی۔ (ایضاً)

فقہ

فقہ میں آپ کو خاص دستگاہ حاصل تھی۔ ابن برقی آپ کو فقیہ و فاضل کہتے ہیں۔ امام نسائی فقہائے تابعین میں (ایضاً) اور امام نووی مدینہ کے فقہا اور آئمہ میں شمار کرتے ہیں۔ (تہذیب الاسماء ج اول ق اول ص۸۷)

زہد وعبادت

آپ نے ان بزرگوں کے دامن میں پرورش پائی تھی جن کا مشغلہ ہی عبادت تھا اور ایسے ماحول میں آپ کی نشو ونما ہوئی تھی جو ہر وقت خدا کے ذکر اور اس کی تسبیح و تحمید سے گونجا کرتا تھا۔ اس لئے عبادت کی وہی روح آپ کے رگ و پے میں سرایت کرگئی تھی۔ عبادت و ریاضت آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ شبانہ یوم میں ڈیڑھ سو رکعتیں نماز پڑھتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج اول ص۱۱۱) سجدوں کی کثرت سے پیشانی پر نشان سجدہ تاباں تھا۔ لیکن زیادہ گہرا نہ تھا۔

(ابن سعد ج۵ ص۲۳۶)

شیخین کے ساتھ عقیدت

اپنے اسلاف کرام اور بزرگان عظام کی طرح شیخین کے ساتھ قلبی عقیدت رکھتے تھے۔ جابر کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ محمد بن علی سے پوچھا کہ آپ کے اہل بیت میں کوئی ابوبکرؓ و عمرؓ کو گالیاں بھی دیتا تھا۔ فرمایا نہیں۔ میں انہیں دوست رکھتا ہوں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔ (ایضاً)

سالم بن ابی حفصہ کا بیان ہے کہ میں نے امام باقر اور ان کے صاحبزادے جعفر صادق سے ابوبکرؓ و عمرؓ کے بارہ میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا سالم میں انہیں دوست رکھتا ہوں اور ان کے دشمنوں سے تبری کرتا ہوں۔ یہ دونوں امام ہدی تھے۔ میں نے اپنے اہل بیت میں سے ہر شخص کو ان کے ساتھ تولا ہی کرتے پایا۔

(تہذیب التہذیب ج۹ ص۳۵۱)

صحت عقیدہ

بعض جماعتوں نے بہت سے ایسے غلط عقائد ان بزرگوں کی طرف منسوب کردیئے ہیں جن سے ان کا دامن بالکل پاک تھا۔ وہ امور دین میں خالص اور بے آمیز اسلامی عقائد کے علاوہ کوئی جدید عقیدہ نہ رکھتے تھے۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

جابر روایت کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن علی سے پوچھا کیا اہل بیت کرام میں سے کسی کا یہ خیال تھا کہ کوئی گناہ شرک ہے۔فرمایا نہیں۔میں نے دوسرا سوال کیا کہ ان میں کوئی رجعت کا قائل تھا۔فرمایا نہیں۔(ابن سعد ج ۵ ص ۲۳۶)

وفات

مقام حمیمہ میں انتقال فرمایا۔میت مدینہ لاکر جنت البقیع میں دفن کی گئی۔(ابن خلکان ج اول ص ۴۵۰) سن وفات کے بارہ میں بیانات مختلف ہیں۔بعض ۱۱۴ھ بعض ۱۱۷ھ اور بعض ۱۱۸ھ بتاتے ہیں۔(ابن سعد ج ۵ ص ۲۳۸)

عمر کے بارہ میں بھی دو روایتیں ہیں۔ایک یہ کہ وہ اٹھاون سال کے تھے۔دوسری یہ کہ ۷۳ سال کے تھے۔لیکن دوسری روایت قطعاً غلط ہے۔پہلی اقرب الی الصحۃ ہے۔اس لئے کہ ان کی پیدائش بالاتفاق ۵۷ھ میں ہوئی تھی۔اس حساب سے آپ کی عمر پہلے سنہ وفات کے مطابق اکسٹھ سال سے زیادہ ہوگی۔

اولاد

امام باقر کے کئی اولادیں تھیں۔جعفر، عبداللہ۔یہ دونوں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پوتی ام فروہ کے بطن سے تھے۔ابراہیم، یہ ام حکیم بنت اسید کے بطن سے تھے۔علی اور زینب، یہ دونوں ام ولد سے تھے۔ام سلمہ، یہ ام ولد سے تھیں۔ان میں جعفر الملقب بہ صادق سب میں نامور اور باپ کے جانشین تھے۔(ابن سعد ج ۵ ص ۲۳۵)

لباس

امام باقر نہایت خوش لباس تھے۔خز جیسا بیش قیمت کپڑا پہنتے تھے اور سادہ اور رنگین دونوں طرح کا لباس استعمال کرتے تھے۔ابریشم کے بوٹے دار کپڑے بھی پہنتے تھے اور مہندی اور وسمہ کا خضاب لگاتے تھے۔(ایضاً ص ۲۳۶)

سات افراد نے مرزائیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا

۲رجون ۲۰۰۹ء بروز منگل ڈیری فارم کوٹ امیر شاہ نزد تھانہ چناب نگر کے رہائشی ساجدہ جاوید، زوجہ محمد جاوید، فیصل جاوید، دانش جاوید، ذوہیب جاوید، کنول جاوید، ارم جاوید نے اسلام قبول کرلیا۔ان نومسلموں نے بیان کیا کہ ہمارے آباؤ اجداد قادیانی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ہم بھی ان کے مذہب پر تھے۔لیکن جیسے ہی ہم اہل علم اور علماء کرام کی تقریریں اور تبلیغ سے پتہ چلا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی نہیں تھا۔بلکہ وہ جھوٹا دجال کذاب کافر اور مرتد تھا۔جس نے متضاد قسم کے دعوٰی کر رکھے تھے۔ہم نے اس کے باطل عقائد کو دیکھتے ہوئے تائب ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ہم صدق دل سے اور بغیر کسی جبر و اکراہ اور ترغیب کے توبہ تائب ہوکر کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہوگئے ہیں۔مرزا غلام احمد قادیانی اور اسے نبی ماننے والوں کو کافر اور مرتد سمجھتے ہیں اور قادیانی مذہب پر لعنت بھیجتے ہیں اور اسلام کے بنیادی ارکان پر پابندی کریں گے اور علماء اسلام سے رابطہ رکھ کر دینی مسائل معلوم کرتے رہیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام پر استقامت نصیب فرمائے۔آمین ثم آمین! ان نومسلم افراد کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما اور خطیب چناب نگر مولانا غلام مصطفےٰ نے مبارک باد پیش کی اور انہیں ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

ناصر الحدیث حضرت امام شافعیؒ!

ڈاکٹر جمیلہ سڈل

علامہ ابن حجر العسقلانی نے توالی التاسیس میں دو احادیث بیان کی ہیں۔ پہلی حدیث ہے: ’’قال رسول اللہ لاتسبوا قریشاً فان عالمها یملاء الارض علماً ‘‘اس حدیث کو عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابو ہریرۃؓ نے روایت کیا ہے۔ الطیالسی نے اپنی مسند میں اور ابو نعیم وامام البیہقی نے اپنی کتابوں میں اس کا ذکر کیا ہے کہ مندرجہ بالا حدیث کے مصداق امام شافعیؒ ہی ہیں۔ امام النوویؒ نے بھی اس حدیث کا مصداق امام شافعیؒ ہی کو قرار دیا ہے۔

دوسری حدیث یہ ہے: ’’ان اللہ تعالیٰ یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة رجلاً من یجه دلها دینها‘‘ امام احمد بن حنبلؒ کا ارشاد گرامی ہے کہ اس حدیث کے مطابق پہلی صدی کے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز ہیں اور دوسری صدی ہجری کے مجدد امام شافعیؒ ہیں۔

اگر عالم اسلام کے علمائے کرام پر نظر ڈالی جائے تو امام شافعیؒ جیسے چند علماء ہی نظر آتے ہیں جو تمام تر علوم اسلامیہ پر چھائے ہوئے ہیں۔ ان علوم کی کوئی شاخ لے لیں۔ امام شافعیؒ ہر جگہ ایک نمایاں مقام پر نظر آتے ہیں۔

امام شافعیؒ کا اسم گرامی محمد، ابو عبداللہ کنیت اور ناصر الحدیث لقب ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ شافع بن سائب کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ کو شافعیؒ کہا جاتا ہے۔

آپ کا شجرہ نسب محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب ابن عبید بن عبد بن یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبدالمناف ہے۔ اس طرح ساتویں پشت پر جا کر سلسلہ نسب آنحضرت ﷺ کے ساتھ جاملتا ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ قبیلہ ازد سے تھیں جو یمن کا ایک معزز قبیلہ ہے۔ آپ ۱۵۰ھ میں غزۃ میں پیدا ہوئے۔ اس سلسلہ میں مختلف روایات کہ آپ عسقلان میں پیدا ہوئے یا منیٰ میں۔ زیادہ مشہور یہی ہے کہ آپ عسقلان کے قصبہ غزہ میں پیدا ہوئے۔ اس کی تائید امام موصوف کے اس قول سے بھی ہوتی ہے: ولدت بغزة وحملتني امي الى عسقلان ’’یعنی میں غزۃ میں پیدا ہوا ہوں اور وہاں سے میری والدہ مجھے عسقلان لے گئیں۔

آپ کی ابتدائی تعلیم حجاز میں قبیلہ ازد میں ہوئی۔ آپ کی عمر جب دو سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو عسقلان سے حجاز لے گئیں اور دس سال کی عمر تک آپ نے وہاں تعلیم حاصل کی۔ آپ خود فرماتے ہیں: ’’حفظت القران وانا سبع سنين وحفظت الموطا وانا ابن عشر ‘‘یعنی میں نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک اور دس سال کی عمر میں الموطا حفظ کرلی تھی۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

آپ جب دس سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ نے آپ کو آپ کے چچا کے پاس مکہ بھیج دیا۔ باوجود چچا کی غربت کے آپ نے محنت اور لگن سے انساب، ادب، تاریخ اور فقہ میں کمال حاصل کیا۔ تین سال تک آپ نے مسلم بن خالد الزنجی سے فقہ اور ابن جریج سے علم حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ تیرہ برس کی عمر میں آپ نے امام مالکؒ کے فضل وکمال کے متعلق سنا تو آپ اپنے استاد مسلم بن خالد الزنجی کا خط لے کر مدینہ روانہ ہوئے اور امام مالکؒ کی خدمت میں حاکم مدینہ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ امام صاحب آپ کے موثر اور بلیغ انداز گفتگو سے متاثر ہوئے اور فرمایا:

’’اتق اللّٰہ سیکون لك شان ‘‘یعنی اللہ سے ڈرتے رہو۔ کسی دن تمہاری اونچی شان ہوگی۔

امام مالکؒ کی وفات تک آپ ان کے ساتھ ہی رہے۔ امام مالکؒ کے علاوہ آپ نے مدینہ منورہ میں جناب ابراہیم بن سعد الانصاری، عبدالعزیز بن محمد الدراوردی، محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک اور عبداللہ بن نافع الصارلغ سے بھی استفادہ کیا۔

راویان حدیث کی جرح وتعدیل کے لئے اور ان کی ذہنی حالت کی جانچ پڑتال کے لئے علم فراست بہت ہی ضروری ہے۔ آپ نے یمن جاکر علم فراست حاصل کیا اور اس علم میں کتابیں بھی لکھیں۔

اس کے علاوہ آپ نے قبیلہ بنو ہذیل میں رہ کر علم فصاحت ولغت وادب بھی حاصل کیا۔ بنو ہذیل کے قریباً دس ہزار اشعار آپ کو زبانی یاد تھے۔ اس کے علاوہ یمن میں آپ نے تیر اندازی، فن تاریخ، نحو وعروض بھی حاصل کئے اور علم حدیث وفقہ میں مطرف بن مازن، ہشام بن یوسف القاضی، عمرو بن ابی سلمہ صاحب الدوزاعی اور یحییٰ بن حسان اور الیث بن سعد کے سامنے زانوائے تلمذ طے کئے۔ عراق میں آپ نے علم الحدیث، فقہ وعلوم القرآن میں وکیع بن جراح، ابواسامہ حماد بن ابواسامہ، اسماعیل بن علیہ اور عبدالوہاب بن عبدالمجید سے استفادہ کیا۔

مدینہ میں آپ کی ملاقات امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد امام محمدؒ سے ہوئی جو اس وقت کوفہ کے عالم ومفتی تھے۔

آپ امام مالکؒ کی اجازت لے کر ۱۷۲ ہجری میں کوفہ روانہ ہوئے اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ سے مذاکرات ومناظرات علمیہ کئے اور امام محمدؒ سے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر کتابیں نقل کیں۔ قیام کوفہ کے دوران آپ نے عراق کے دوسرے شہروں کی طرف بھی سفر کئے۔ آپ دیار ربیعہ، بغداد اور مضر بھی گئے۔ شمالی عراق میں حران کے مقام پر ایک عرصہ تک قیام کیا۔ فلسطین بھی تشریف لے گئے اور رملہ میں قیام کیا۔ آپ عراق میں ۱۷۲ ہجری سے ۱۷۴ ہجری تک رہے۔

۱۷۴ ہجری میں آپ پھر مدینہ امام مالکؒ کے پاس تشریف لے گئے۔ امام مالکؒ کی وفات کے بعد آپ کو یمن میں نجران کا حاکم بنا کر بھیجا گیا۔ وہاں پر حاسدوں کی شرارت کی بنا پر قید ہو کر ہارون الرشید کے سامنے لائے گئے۔ لیکن باعزت بری ہوگئے۔

۱۸۱ ہجری میں آپ مکہ تشریف لائے۔ مکہ میں آپ کا قیام ۱۷ سال تک رہا۔ قیام مصر کے دوران آپ صرف ایک ماہ کے لئے بغداد تشریف لے گئے۔ اس کے بعد مامون نے عباس بن موسیٰ کو والئ مصر بنا کر روانہ کیا تو آپ نے بھی اہل بغداد کو الوداع کہا اور مصر روانہ ہوگئے۔ مصر میں آپ نے اپنے ننھیال بنو ازد کے ہاں قیام کیا۔

آپ نے وہاں جامع عمرو بن العاص میں درس سے اپنی علمی زندگی کا آغاز کیا اور مصر ہی میں وفات پائی۔

امام شافعیؒ نے رجب کے آخری دن ۲۰۴ ہجری میں شب جمعہ کو اس دار فانی سے انتقال کیا۔ بعض اصحاب فرماتے ہیں کہ آپ نے پنجشنبہ کو انتقال فرمایا اور بعض کہتے ہیں کہ پنجشنبہ کو نماز مغرب آپ نے ادا کی اور بعد عشاء فوت ہوئے۔ بعض اصحاب یہ فرماتے ہیں کہ بروز جمعہ فوت ہوئے۔ پنجشنبہ والی روایت زیادہ درست ہے۔ کیونکہ اہل شہر کو آپ کی وفات کی خبر جمعہ کے روز ہوئی تھی۔

ابن حجر کے بیان کے مطابق امام صاحب کی موت کا سبب عام طور پر یہ ہے کہ آپ کے اور فتیان بن ابوالسمح المالکی المصری کے درمیان کسی مسئلہ پر مناظرہ ہوا جس میں فتیان کی طرف سے کچھ زیادتی ہوئی۔ جھگڑے نے طول کھینچا تو یہ مقدمہ امیر مصر کی عدالت میں پیش ہوا۔ جہاں فتیان کو سزا ہوگئی اور اس عداوت کی بنا پر ایک رات اس نے امام صاحب کو ایسا گرز مارا جس کے باعث سر پر شدید چوٹ آئی جو آخر کار آپ کی موت کا سبب بنی۔

ابن حجر العسقلانی اس واقعہ کو روایت کے اعتبار سے مستند قرار نہیں دیتے۔ لیکن تہذیب التہذیب میں خود ہی فرماتے ہیں: ''مات شہیداً'' اس کے علاوہ شذرات الذہب میں علامہ عبدالحیٰ فرماتے ہیں: ''ولم یزل بھا ناشراً للعلم ملازماً للاشتغال الی ان اصابته ضربة شدیدة فرض بسببھا ایاماً ثم مات''

ابوحیان محمد بن یوسف جو اکابر شافعیہ میں سے ہیں انہوں نے امام صاحب کے مرثیہ میں مصری مالکیوں کے بغض وعناد وایذا رسانی کا تذکرہ کیا ہے اور اس مرثیہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اختلاف مذہب کی وجہ سے بہت سے اصحاب مالکیہ سے آپ کی دشمنی ہوگئی تھی جس کی بنا پر افسوسناک واقعہ پیش آیا۔

آپ کے شاگرد المزنی فرماتے ہیں کہ میں آپ کے پاس مرض الموت میں عیادت کے لئے گیا اور پوچھا کہ کیا حال ہے۔ آپ فرمانے لگے: ''اصبحت من الدنیا راحلاً وللاخوانی مفارقاً ولکاس المنیة شارباً وبسوء اعمالی ملاقیاً وعلی اللہ وارداً فلا ادری روحی تصیر الی الجنة فاھنا ھا اوالی النار فاغزیھا''

اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

الیہ الہ الخلق ارفع رغبتی وان کنت یا ذا المن والجود مجرماً

اے معبود خلائق، میں اپنی رغبت کو تیری طرف کرتا ہوں۔ اگرچہ اے عظیم احسان اور بخشش کرنے والے میں گنہگار رہوں۔

ولما قسی قلبی وضاقت مذاھبی جعلت رجائی نحو عفوك سلما

جب میرا دل سخت ہوگیا اور میرے راستے بند ہوگئے تو میں نے اپنی امید کو تیری بخشش کے لئے سیڑھی بنایا

تعاظمنی ذینی فلما قرنة بعفوك ربی کان عفوك اعظما

میرا گناہ بہت بڑا معلوم ہوتا ہے۔ مگر اے پروردگار تیرے عفو کے ساتھ اس کا اندازہ کیا تو اسے بھاری پایا۔

فما زلت ذا عفو عن الذنب لم تزل تجود وتعفو منه وتکرماً

اے پروردگار تو ہمیشہ بخشش کرنے والا گناہوں کو معاف کرنے والا، سخاوت کرنے والا ہے۔

فلولاك لم يسلم عن ابليس عابداً   وكيف وقد اغوى صفيك آدماً

اور اگر تیرا فضل نہ ہو تو شیطان سے کوئی عابد نہ بچ سکے۔ کیونکہ اس نے تو تیرے برگزیدہ آدم علیہ السلام کو بھی بہکا دیا تھا۔

المزنی کے بیان کے مطابق آپ جب نماز مغرب سے فارغ ہوئے تو آپ پر نزع کی حالت طاری ہوگئی۔ آپ نے فرمایا مصر میں مشہور عابد ادریس ہیں ان سے جاکر کہو کہ میری مغفرت کی دعا کریں۔ پھر آپ نے عشاء کی نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ اس کے بعد آپ فوت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! انتقال کے بعد امام المزنی نے آپ کو غسل دیا اور بعد نماز جمعہ سری بن حکم امیر مصر نے نماز جنازہ پڑھائی اور بعد نماز عصر آپ کو دفن کیا گیا۔

امام شافعیؒ نے علوم وفنون میں بہت سے اساتذہ سے استفادہ کیا۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ آپ نے مکہ، مدینہ، یمن، عراق اور مصر کے تمام اکابر علماء سے فیضان تلمذ حاصل کیا۔ ان میں امام مالکؒ سر فہرست ہیں۔ ان کے علاوہ سفیان بن عیینہ، مسلم بن خالد الزنجی، سعد بن سالم، عبدالعزیز بن محمد، وکیع اور ابو اسامہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

اسی طرح آپ کے تلامذہ کی تعداد بھی بے شمار ہے۔ سلیمان بن ربیع فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے شمار کیا تو امام شافعیؒ کے دروازے پر نو سو سواریاں اہل علم کی موجود تھیں۔ لیکن وہ تلامذہ جو علم وفضل کے آسمان پر ستاروں کی طرح جگمگائے ان کی تعداد ابن حجر العسقلانی کے مطابق ایک سو چونسٹھ ہے۔ ان میں امام احمد بن حنبلؒ، ابوبکر الحمیدیؒ، ابوثور حرملہ بن یحییٰؒ، سلیمان بن داؤدؒ، ابومحمد الزعفرانیؒ، اسماعیل ابن یحییٰ المزنیؒ اور ابو یعقوب الیوطیؒ کے نام قابل ذکر ہیں۔

ان کے صحاح ستہ کے راویوں کی بڑی تعداد کو آپ کے شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ان میں سے چوبیس سے امام بخاریؒ نے، سترہ سے امام مسلمؒ نے، اٹھارہ سے ابوداؤدؒ نے، بیس سے النسائی اور بیس سے ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

محمد بن حسن المروزی کے مطابق امام شافعی کی تصانیف کی تعداد ایک سو تیرہ ہے۔ ابن سولاق کے قول کے مطابق آپ کی تصانیف کی تعداد ایک سو چودہ ہے۔ علامہ عبدالحئی فرماتے ہیں کہ آپ دو سو سے زائد کتابوں کے خالق ہیں۔ اتحاف النبلاء میں نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں کہ آپ کی تصانیف ایک سو تیرہ ہیں۔

ربیع بن سلیمان فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ جس فصاحت اور بلاغت سے تقریر فرماتے تھے اس کے سمجھنے کے لئے کافی علم کی ضرورت تھی۔ لیکن آپ نے اپنی تصانیف میں انتہائی آسان وسلیس زبان کو اختیار کیا ہے۔ آپ اپنے شاگردوں کو فرمایا کرتے تھے کہ میں نے جتنی کتابیں لکھی ہیں ان کو بحد امکان احتیاط سے دلائل کو لکھ دیا ہے۔ تاہم غلطی سے پاک صرف کلام الٰہی ہے۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

غنی کا راز قناعت!

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

’’الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین‘‘

جن صفات سے ایک انسان کی زندگی خوشگوار اور پرسکون بنتی ہے۔ ان میں ایک قناعت کی صفت ہے اور قناعت کے معنی ہیں کہ جونعمت انسان کے نصیب اور حصہ میں آئے اس پر وہ راضی رہے۔ یعنی انسانی ضروریات جائز ذرائع سے جتنی جس شخص کو مل رہی ہیں۔ ان پر راضی رہے اور اس سے زیادہ حرص اور لالچ نہ کرے۔

جس شخص کو قناعت کی یہ صفت نصیب ہوئی۔ اسے بڑی نعمت نصیب ہوگئی۔ جس سے وہ اپنی زندگی میں سکون اور راحت محسوس کرے گا اور ان تمام مشکلات اور پریشانیوں سے بچ جائے گا۔ جو حرص اور لالچ کے نتیجے میں انسان کو لاحق ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ زیادہ مال ومتاع کی لالچ میں یا تو ناجائز ذرائع استعمال کرے گا۔ جیسے چوری، ڈاکہ اور رشوت وغیرہ یا جائز ذرائع میں طاقت سے زیادہ محنت کرے گا اور جسمانی نقصان اٹھائے گا۔

قناعت ایک ایسی صفت ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی بھی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور انسان بھی ایسے شخص سے محبت کرتے ہیں۔ ایک شخص نے جناب نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ آپ مجھے ایک ایسا عمل بتائیں جس سے مجھ سے اللہ بھی راضی ہو اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ازھد فی الدنیا یحبك اللہ ازھد فیما عند الناس یحبك الناس (ابن ماجہ) ‘‘ فرمایا کہ تو دنیا سے بے رغبت ہو جا۔ اللہ تجھ سے محبت کریں گے اور انسانوں سے بے غرض ہو جا تو انسان تجھ سے محبت کریں گے۔

ظاہر ہے کہ جب انسان دنیا کی لالچ میں نہیں پڑے گا تو بہت سے گناہوں سے بچ جائے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتے ہیں اور جب دوسروں سے کوئی غرض اور لالچ نہ ہوگا تو لوگ بھی اس سے محبت کریں گے۔ جب کہ خودغرض اور لالچی انسان کو کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔

قناعت والی زندگی کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ’’قد افلح من اسلم، وکان رزقہ کفافاً وقنعہ اللہ بما آتاہ (مسلم) ‘‘

وہ شخص کامیاب ہے جسے اسلام کی دولت نصیب ہوئی اور اسے ضرورت کے مطابق روزی مل رہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اس پر قناعت نصیب کی ہے۔

دوسری روایت میں فرمایا: ’’طوبیٰ لمن ھدی الیٰ الاسلام وکان عیشہ کفافاً وقنع ‘‘ خوشخبری ہو ایسے شخص کے لئے جسے اسلام کی دولت نصیب ہوئی اور اس کی روزی بقدر ضرورت تھی اور وہ اس پر قناعت کرنے والا تھا۔

حقیقت میں غنا اور مالداری مال کی کثرت کا نام نہیں۔ بلکہ مالداری تو دل کی غنا کا نام ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ ’’لیس الغنی عن کثرۃ العرض ولکن الغنی غنی النفس ‘‘ مال کی

کثرت کا نام غنا نہیں غنا تو دل کی غنا کا نام ہے۔

قناعت کی صفت حاصل کرنے کا ایک طریقہ اسلام نے یہ بتایا ہے کہ انسان اپنے سے اوپر والے کو دیکھنے کے بجائے اپنے سے نیچے والے کو دیکھے جو اس سے مال ومتاع میں کم ہو۔ اس سے اللہ کی نعمت کی قدر ہوگی اور بے جا لالچ اور حرص سے بچا رہے گا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''انظروا الیٰ من هو أسفل منکم ولا تنظروا الیٰ من هو فوقکم فهو اجدر ان لا تزر وانعمة الله علیکم''

جو تم سے مال واسباب میں کم ہو اس کی طرف دیکھو اور جو تم سے مال واسباب میں زیادہ ہو اس کی طرف مت دیکھو۔ اس طرح کرنے سے تم اس نعمت کو حقیر نہ جانو گے جو اللہ نے تم پر کی ہے۔

ایک دوسری روایت میں الفاظ اس طرح آئے ہیں۔ ''اذا انظر احدکم الیٰ من فضل علیه فی المال والخلق فینظر الیٰ من هو اسفل منه (بخاری)''

جب تم میں سے کوئی ایسے شخص کو دیکھے جو مال اور جسم میں اس سے افضل ہو تو اسے چاہئے کہ ایسے شخص کی طرف نگاہ کرے جو ان امور میں اس سے کم ہو۔

ظاہر ہے کہ اس قاعدہ پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ کی نعمت جو اسے حاصل ہے۔ اس کی قدر ہوگی اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرے گا اور شکر کا نتیجہ نعمت میں اضافہ اور ترقی کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ ارشاد باری ہے: ''لئن شکرتم لا زیدنکم'' ﴿اگر تم میری نعمتوں پر شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا۔﴾

اور اس کے برعکس اگر اوپر والے کو دیکھے گا تو وہ نعمت جو اسے حاصل ہے وہ ہیچ معلوم ہوگی اور اسے حقیر سمجھے گا اور ناشکری کا مرتکب ہوگا اور ناشکری کی صورت میں اس کے چھن جانے کا بھی خطرہ رہتا ہے۔ ''ولئن کفرتم ان عذابی لشدید'' ﴿اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔﴾

اس کے علاوہ اوپر والے کو دیکھنے سے اس جیسا بننے کا شوق پیدا ہوتا ہے اور اس میں ناکامی کی صورت میں پریشانی میں مبتلا ہوتا ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا، جب تک میرا تعلق مالداروں سے رہا میں ہمیشہ پریشان رہتا تھا کیونکہ ان کے بڑے محلات دیکھتا عمدہ قسم کے گھوڑے اور سواریاں دیکھتا اور اپنے پاس ان کو نہ پاتا۔ پھر جب میں نے مالداروں کے بجائے اپنا تعلق غریبوں سے جوڑا تو مجھے سکون اور اطمینان نصیب ہوا۔ نیز قناعت کی صفت حاصل کرنے کے لئے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان اپنی زندگی کی حقیقت کو پہچانے، آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''کن فی الدنیا کأنك غریب او عابر سبیل (بخاری)'' ﴿دنیا میں ایسے رہو جیسے تم ایک اجنبی یا مسافر راہ گذر ہو۔﴾

اس کے برعکس جب انسان لمبی لمبی امیدیں باندھتا ہے تو اس میں لالچ اور حرص بڑھ جاتی ہے اور وہ غفلت میں مبتلا ہو کر اپنے مالک کو بھی بھول جاتا ہے اور یہ غفلت کا پردہ تب اٹھتا ہے جب موت آجاتی ہے۔ تب پتہ چلتا ہے کہ سخت غفلت اور بھول میں تھے۔ محض چند روز کی چہل پہل تھی۔ اسی کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: ''الهاکم التکاثر حتیٰ زرتم المقابر'' ﴿غفلت میں رکھا تم کو بہتات کی حرص نے۔ یہاں تک کہ جا دیکھیں قبریں۔﴾

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

نیز یہ بھی جاننا چاہئے کہ کسب حلال کے لئے جائز اسباب اختیار کرنا اور اپنی وسعت کے مطابق ان میں محنت کرنا قناعت کے خلاف نہیں۔ نیز یہ کہ قناعت کا تعلق نیک اعمال، نیک اخلاق اور علمی کمالات سے نہیں بلکہ ان اعمال اور کمالات میں زیادہ ہونے کا شوق ہے اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنا قابل تعریف ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’فاستبقوا الخیرات‘‘ نیک کاموں میں ایک دوسرے سے بڑھو اور اس کا قاعدہ یہ ہے کہ ان کمالات میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھو تا کہ تم میں اس کمال کو حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو۔

بہرحال پرسکون اور خوشگوار زندگی کے لئے ضروری ہے کہ انسان قناعت کی صفت کو اپنائے۔ ضروریات زندگی پر اکتفاء کرے اور جمالیات اور کمالیات پر زیادہ زور نہ دے اور بیجا حرص اور لالچ سے بچتا رہے۔

قاری سید اقبال اختر نقویؒ بھی چل بسے

قاری سید اقبال اختر نقویؒ بروہا سیداں ضلع حصار سے ہجرت کر کے پاکستان تشریف لے آئے۔ آپ نے حفظ وقرآن وقرأت استاذ القراء حضرت قاری امیر الدینؒ بانی مدرسہ حفظ القرآن کہروڑ پکا سے پڑھی۔ آپ نے ۲۵ رسال تک جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں حفظ وناظرہ کی تعلیم دی۔ ہزاروں انسانوں نے آپ سے قرآن پاک پڑھا اور سینکڑوں حفاظ آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔ ۱۹۸۶ء سے جامعہ محمودیہ رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ کے مہتمم ومنتظم چلے آرہے ہیں۔ اللہ پاک نے انہیں جرأت اور غیرت مند قلب وجگر سے نوازا تھا۔ حالات کے جبر کا مقابلہ کرتے رہے اور تازیست موقف سے نہیں ہٹے۔ وہ رخصت نہیں عزیمت کے قائل تھے۔ ان کی رگوں میں حسینی خون دوڑتا تھا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے عزیمت کی راہ اختیار فرمائی۔ جامعہ محمودیہ کا اہتمام سنبھالنے کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے جامعہ محمودیہ ترقی منازل طے کرنے لگا۔ بندہ ۱۹۹۰ء کی دہائی میں جب لاہور کا مبلغ بن کر گیا تو لاہور سے خانیوال تک کوئی مبلغ نہیں تھا تو بندہ جب بیس پچیس دن کے بعد چیچہ وطنی آبادکا سفر کرتا تو راستے میں کبھی چوکی، کبھی رینالہ، کبھی اوکاڑہ، کبھی ساہیوال اتر جاتا۔ ظہر کسی مقام پر، عصر کسی اور مقام پر، مغرب کہیں اور مقام پر اور عشاء کسی اور مقام پر۔

جب بھی رینالہ جامعہ محمودیہ میں حاضری ہوتی۔ انتہائی خندہ پیشانی سے ملتے۔ کچھ ہماری سنتے کچھ اپنی سناتے۔ کہیں مفید مشوروں سے نوازتے۔ کہیں بزرگوں کے حالات سناتے۔ انہوں نے کئی بار قطب پڑھے تھے۔ بارہا مسجد عائشہ لاہور تشریف لے آئے۔ کیونکہ مسجد عائشہ کے امام قاری محمد علی ان کے جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے زمانے کے شاگرد تھے۔ جب رات کو قیام کرنا ہوتا تو مسجد عائشہ کو ترجیح دیتے اور صبح کی نماز خود پڑھاتے۔ جہیر الصوت تھے۔ آپ کی آواز پوری مسجد، مدرسہ اور دفتر میں گونج رہی ہوتی۔ آپ نے اپنے ورثاء میں مولانا انعام اللہ بخاری، مولانا اکرام اللہ بخاری کے علاوہ سینکڑوں شاگرد سوگوار چھوڑے۔ مولانا عبدالرزاق مجاہد مبلغ اوکاڑہ نے بتلایا کہ قاری صاحب غالباً ۱۶ رجون کو انتقال فرماگئے۔ اللہ پاک انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائیں۔ ادارہ لولاک ان کے ورثاء کے غم میں برابر کا شریک اور دعا گو ہے کہ اللہ پاک انہیں اپنے شایان شان مقام ومرتبہ سے نوازیں اور جامعہ محمودیہ کو ان کے لئے صدقہ جاریہ فرمائیں۔ برادرم قاری اکرام اللہ بخاری نقوی کو ان کا صحیح جانشین بنائے۔ آمین ثم آمین!

عظیم ترین گناہ!

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

''عن انسؓ قال سئل النبی ﷺ عن الکبائر قال (الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس وشہادۃ الزور) (متفق علیہ)''

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کبیرہ (یعنی بڑے بڑے) گناہوں کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ (کہ وہ کون کون سے گناہ ہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''خدا کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی وایذا رسانی، کسی بندے کو (ناحق) قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔''

رسول اللہ ﷺ سے جب بڑے بڑے گناہوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو جواب میں آپؐ نے یہاں چار گناہ بتائے ہیں۔ جن میں اوّل اللہ کے ساتھ شرک ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں بے مثل ہے۔ اس کا کوئی ثانی نہیں۔ وہی ہے جو کائنات کا خالق اور مالک ہے۔ اسی کی مشیت ہر آن کارفرما ہے۔ رزق کی فراہمی اولاد کا عطاء کرنا یہ سب اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہی عالم الغیب ہے۔ وہی لوگوں کی مشکلات دور کرنے والا ہے۔ صحت اور بیماری اسی کی طرف سے ہے۔ وہی معبود یکتا ہے۔ توحید باری تعالیٰ اس قدر واضح اور نمایاں ہے کہ اس کا انکار ممکن نہیں۔ اس کے باوجود جو شخص خدائی صفات کو مخلوق کے کسی فرد میں مان لے یا اللہ کی کسی صفت کو محدود تسلیم کرے تو گویا اس نے شرک کیا۔ اسم عبودیت صرف اللہ کے لئے ہیں۔ صرف وہی معبود ہے۔ کائنات کا ہر فرد خواہ وہ جن ہو یا فرشتہ ہو، یا انسان ہو اللہ کا محتاج اور اس کا بندہ ہے۔ آپ ﷺ نے شرک کو اوّل درجہ کا گناہ کبیرہ بتایا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صرف اسی ایک گناہ کو ناقابل بخشش قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ''ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتریٰ اثماً عظیما (النساء:۴۸)'' یقیناً اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور گناہ جس کے لئے چاہے گا معاف فرمادے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کیا تو اس نے تو بڑا بہتان باندھا۔''

شرک کو اکبر الکبائر بھی کہا گیا ہے۔ بعض یہ سمجھتے ہیں کہ شرک صرف بت پرستی کا نام ہے۔ حالانکہ شرک وہ گناہ ہے جس کا ارتکاب اہل ایمان سے بھی ممکن ہے کہ وہ عقیدت میں غلو سے کام لیتے ہوئے انبیاء واولیاء کے اوصاف بیان کرتے ہوئے انہیں اللہ کی صفات کے ساتھ متصف کردیتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

''وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون (یوسف:۱۰۶)'' ﴿اور ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔﴾

یہی وجہ ہے کہ جب کسی نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ الفاظ کہے کہ: ''ماشاء اللہ وشئت'' جو

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAOLAAK.INFO

اللہ چاہے اور آپؐ چاہیں۔ تو آپ ﷺ نے ٹوک دیا اور فرمایا: ’’اجعلتنی للّٰہ ندا؟ قل ماشاء اللّٰہ وحدہ (مسند احمد ومدارج السالکین لا بن قیم ج ۱ ص ۶۰۲) ‘‘ ﴿تم نے مجھے اللہ کا شریک ٹھہرا دیا؟ صرف یہ کہو کہ جو اللہ وحدہ چاہے۔﴾ (مسند احمد میں ’’ندا‘‘ کی بجائے ’’عدلا‘‘ کا لفظ ہے)

خوشی کے ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں چھوٹی بچیاں دف بجاتے ہوئے غزوہ بدر میں شہید ہونے والے اپنے بزرگوں کو خراج تحسین پیش کر رہی تھیں کہ ایک بچی نے یہ کہا: ’’وفینا نبی یعلم ما فی غد‘‘ اور ہمارے درمیان وہ نبیؐ ہیں جو کل خبر رکھتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’لا تقولی ھکذا وقولی ما کنت تقولین (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب شھود الملائکۃ بدرا) ‘‘ ﴿یہ بات مت کہو اور جو بات تم کہہ رہی تھی وہی کہو۔﴾

زیر درس حدیث میں کبیرہ گناہوں کے تذکرے میں رسول اللہ ﷺ نے جس دوسرے گناہ کا ذکر کیا ہے وہ ماں باپ کی نافرمانی اور قطع رحمی ہے۔ ماں باپ اولاد کی انتہائی شفقت اور محبت کے ساتھ پرورش کرتے ہیں۔ ان کی ضروریات اور خواہشات کی تکمیل میں لگے رہتے ہیں۔ خود تکلیف برداشت کر لیتے ہیں۔ مگر اولاد کو مشقت میں نہیں پڑنے دیتے۔ لہٰذا اخلاق کا تقاضا ہے کہ اپنے محسنوں کے احسان کا بدلہ چکانے کے لئے اولاد ہمہ تن فرمانبرداری کا رویہ اختیار کرے۔ انہیں کسی بھی طرح ناراض نہ کرے۔ ان کا دل دکھائے اور نہ تکلیف دے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کو حکم دیا کہ وہ اپنے بوڑھے ماں باپ کے سامنے اونچی آواز اور تلخ لہجے میں بات نہ کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما وقل لھما قولا کریما (بنی اسرائیل:۲۳) ‘‘ ﴿پس ان دونوں کو اف تک نہ کہو اور نہ ہی ان کو جھڑکو۔ بلکہ ان کے ساتھ نرمی سے بات کرو۔﴾ آگے فرمایا گیا کہ ان کے لئے اپنے پروردگار سے رحم کی درخواست کیا کرو۔

’’وقل رب ارحمھما کما ربینی صغیرا (بنی اسرائیل:۲۴) ‘‘ اور کہو اے میرے پروردگار! ان پر رحم فرما۔ جیسے کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

اس ضمن میں یہاں تک ہدایت کی گئی ہے کہ اگر والدین کافر اور مشرک ہوں اور تمہیں شرک پر مجبور کریں تو بھی تم دنیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ ارشاد ہے: ’’وان جاھدک علیٰ ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا (لقمٰن:۱۵) ‘‘ ﴿اور اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک کرے جس کا تیرے پاس کوئی علم نہیں (کوئی سند نہیں) تو ان کی اطاعت ہرگز نہ کر۔ البتہ دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ۔﴾

قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور شرک سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک کی بھی تاکید کی گئی ہے اور یہ مضمون قرآن مجید میں ایک سے زیادہ مرتبہ آیا ہے۔ ایک جگہ ارشاد الٰہی ہے: ’’واعبدوا اللّٰہ ولا تشرکوا بہ شیئاً وبالوالدین احساناً (النساء:۳۶) ‘‘ ﴿اور اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور والدین سے اچھا سلوک کیا کرو۔﴾

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

ایک اور جگہ فرمایا گیا:’’لا تعبدون الا اللّٰہ وبالوالدین احساناً (البقرۃ:۸۳)‘‘ ﴿(بنی اسرائیل سے عہد لیا گیا تھا کہ) تم لوگ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو گے اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک رکھو گے۔﴾

اگر کسی کو عقل سلیم کی دولت سے نوازا گیا ہے تو وہ یقیناً اپنے محسن کے ساتھ احسان ومروت اور نیک سلوک کرے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ، رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان روایت کرتے ہیں کہ:’’رضی الرب فی رضی الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد (سنن الترمذی)‘‘ ﴿باپ کی رضا میں اللہ کی رضا ہے اور باپ کے غصہ میں اللہ کی ناراضگی ہے۔﴾

اسی طرح حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:’’الجنۃ تحت اقدام الامہات‘‘ ﴿جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔﴾

گویا ماں باپ کی خدمت، اطاعت اور خیر خواہی نہایت ضروری ہے اور ان کو ناراض کرنا اور اذیت پہنچانا گناہ کبیرہ ہے۔

زیر درس حدیث کی رو سے تیسرا بڑا گناہ قتل ناحق ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے زندگی دی ہے۔ اس سے زندگی چھین لینا کسی کے لئے جائز نہیں۔ ناحق قتل کی سزا قرآن مجید میں صاف طور پر دخول جہنم بیان کی گئی ہے۔ الفاظ اس طرح ہیں:’’ومن یقتل مؤمناً متعمداً فجزاہ جہنم خلداً فیہا وغضب اللّٰہ علیہ ولعنہ واعدلہ عذاباً عظیماً (النساء:۹۳)‘‘ ﴿اور جو شخص کسی مؤمن کو قصداً مار ڈالے تو اس کی سزا دوزخ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ (جلتا) رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہے اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے ایسے شخص کے لئے بڑا سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔﴾

اسلامی تعلیمات میں تو مسلمان کو مسلمان کا بھائی قرار دیا گیا ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ ہر مسلم دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ ان کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

مشہور حدیث نبویؐ ہے کہ:’’المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ (صحیح البخاری)‘‘ ﴿مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔﴾

ایک اور جگہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’لا یؤمن احدکم حتیٰ یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ (صحیح البخاری)‘‘ ﴿تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔﴾

گویا مسلمان تو مسلمان کا بھائی ہے اور اس کے حسن سلوک کا مستحق ہے۔ چہ جائیکہ اس کے ساتھ بدترین سلوک کرتے ہوئے اس کی جان لے لی جائے۔ زندگی تو اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ کسی دوسرے کی جان لینا تو دور کی بات ہے کسی مسلمان کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ خود اپنی زندگی ختم کر لے۔ یعنی خودکشی کر بیٹھے۔ قتل عمداً اکبر الکبائر میں سے ہے۔ اسلام نے تو قتل خطاء پر بھی سزا رکھی ہے۔ ناحق قتل کرنے والے کی سزا دنیا میں قتل ہے۔ البتہ قاتل

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

سے اگر مستقبل میں اصلاح احوال کی توقع ہو تو معاف کرنے کو پسند کیا گیا ہے۔

اس حدیث کی رو سے چوتھا بڑا گناہ جھوٹی گواہی دینا ہے۔ جھوٹی گواہی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ صحیح صورت حال سامنے نہ آسکے گی۔ جھوٹی گواہی کی بنیاد پر بے گناہ کو سزا مل سکتی ہے اور مجرم سزا سے بچ سکتا ہے۔ جھوٹ تو رذائل اخلاق میں سب سے بڑے گناہوں میں شمار ہوتا ہے۔ بلکہ یہ تو مسلمان کی شان کے خلاف ہے کہ وہ جھوٹی بات کہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یطبع المؤمن علی الخلال کلها الا الخیانة والکذب (مسند احمد)'' ﴿مؤمن کی طبیعت اور فطرت میں ہر خصلت کی گنجائش ہے۔ سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔﴾

اسلام ایسی بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا جس میں جھوٹ کا شبہ ہو۔ دنیا میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کی بدبو یا خوشبو بڑی واضح ہوتی ہے۔ اسی طرح نیکی کے کاموں میں خوشبو اور برے کاموں میں بدبو ہوتی ہے۔ جس کو ملائکہ محسوس کرتے ہیں۔ ایسے بدبودار اعمال میں سے ایک جھوٹ بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے اس سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔ (سنن الترمذی)

جھوٹ کی برائی کی شدت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ چھوٹے بچوں کو اپنے پاس بلانے کے لئے جھوٹ موٹ کا لالچ دینے کو بھی جھوٹ کہا ہے اور اسے ناپسند کیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں بچے کو جو چیز دینے کا کہا جائے وہ اسے ضرور دینی چاہئے۔ جھوٹی گواہی اس سے بھی بری ہے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی۔ جب آپؐ اس سے فارغ ہوئے تو ایک دم کھڑے ہوگئے اور تین مرتبہ یہ بات دہرائی کہ: ''عدلت شهادة الزور بالشرك بالله (سنن الترمذی)'' ﴿جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ شرک کے برابر قرار دے دی گئی ہے۔﴾

پھر آپؐ نے سورۃ الحج کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ''واجتنبوا قول الزور (الحج:۳۰)'' ﴿اور جھوٹی باتوں (اور جھوٹی گواہی) سے بچو۔﴾

رسول اللہ ﷺ نے کئی مواقع پر جھوٹی گواہی سے شدت کے ساتھ روکا ہے۔ ہر مؤمن کے لئے لازم ہے کہ وہ صغیرہ گناہوں سے بھی بچے اور شرک، والدین کی نافرمانی، قتل ناحق اور جھوٹی گواہی اور دروغ گوئی جیسے گناہوں سے تو کوسوں دور رہے۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا نشانہ نہ بنے۔

پنوں عاقل کے عالم دین حضرت مولانا گل محمد کا انتقال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنو عاقل کے رہنما بزرگ عالم دین حضرت مولانا گل محمد ''خالد'' صاحب مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ انا لللہ وانا الیه راجعون! مرحوم کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ انہوں نے ۱۹۵۳ء کے ختم نبوت تحریک میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ساتھ کئی ماہ سکھر سینٹرل جیل میں پابند سلاسل رہے۔ اس حلقے میں تحریک ۱۹۵۳ء کے وہ آخری جانباز تھے۔ تحریک سے وابستہ کئی ایمان افروز واقعات ان کے زبان مبارک سے اکثر سنے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائیں۔ ان کی خدمات تحفظ ختم نبوت کے صدقے ان کے درجات بلند فرما کر پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ قارئین سے بھی دعاء کی اپیل کی جاتی ہے۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.MAKTABALAULAK.INFO

ماہ شعبان کے متعلق ارشاد نبوی ﷺ!

مولانا عبدالمعز عارف

حدیث شریف میں ہے کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ اس کا نام شعبان کیوں ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس سے نیکیاں بہت نکلتی ہیں۔ اسی وجہ سے اس کا نام شعبان رکھا گیا اور آپؐ نے فرمایا: ’’الشعبان شهري و رمضان شهر الله ‘‘﴿شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔﴾ حضرت ابوامامہ باہلیؓ فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے شعبان المعظم میں ہمیشہ ایک روزہ رکھا۔ اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ حضور پاک ﷺ شعبان کا اتنا خیال رکھتے تھے اور کسی ماہ کے چاند کا اتنا خیال نہ فرماتے تھے۔ (ابوداؤد شریف)

شعبان المعظم کے مہینے میں حضور پاک ﷺ دوسرے مہینوں سے زیادہ روزے رکھتے تھے اور آپؐ ارشاد فرماتے تھے کہ یہ مہینہ رجب المرجب اور رمضان المبارک کے درمیان ہے۔ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مغفرت فرماتا ہے اور اس مہینے میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ پس مجھے پسند ہے کہ میرے اعمال کی پیشی اللہ تعالیٰ کے حضور میں ایسی حالت کے اندر ہو کہ میں اس وقت روزہ سے ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک عورت نے دریافت کیا کہ ام المومنین میرا دل روزہ رکھنے کو بہت چاہتا ہے۔ کیا رجب کے مہینے میں رکھا کروں۔ ام المومنینؓ نے فرمایا کہ اگر تو روزہ کی زیادہ خواہش مند ہے تو شعبان میں رکھو۔ کیونکہ شعبان کو زیادہ فضیلت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو شب بیداری کرو اور پندرھویں دن کو روزہ رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات کو غروب آفتاب کے وقت ہی آسمان دنیا یعنی پہلے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک ندا ہوتی ہے کہ کیا کوئی مغفرت چاہنے والا ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں۔ کیا کوئی روزی مانگنے والا ہے کہ میں اس کی حاجت کو پورا کروں۔ کیا کوئی مراد اور حاجت مانگنے والا ہے کہ میں اس کی مراد کو پورا کروں۔ کیا کوئی ایسا ہے، کیا کوئی ایسا ہے وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ تمام قسم کی ندا ہوتی ہے۔ اسی طرح رات بھر رحمت الٰہی کا دریا بہتا رہتا ہے۔ یہاں تک صبح صادق ہو جائے۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث پاک سے پندرھویں شب میں بیداری یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم آیا اور دن میں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا اور رات کی فضیلت اور مقبولیت دعاء کے متعلق علم ہوا۔ اب مسلمان اس حدیث پاک کو سامنے رکھ کر اس رات کو گذارے تو سنت کا پیروکار ہوگا۔ باقی اور جو آتش بازی اور شوروغل، روشنی وغیرہ ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ بلکہ اس کی سخت مذمت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات یعنی شب برأت کو پہلے آسمان پر نزول فرماتا ہے۔ پھر بنی کلب کی تمام بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ کی مغفرت فرماتا ہے۔ چونکہ عرب میں قبیلہ بنی کلب کے پاس بہت بکریاں تھیں۔ اسی وجہ سے سمجھانے کے لئے حضور ﷺ نے اس مقام پر ان کی مثال بیان فرمائی۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جن کاموں کا حکم کرنا ہوتا ہے وہ شب برأت میں مقرر فرماتا ہے اور پھر ان کاموں کو ان فرشتوں کو جو کارکن ہیں شب قدر میں سپرد کر دیتا ہے۔

آب زمزم ...... غذا بھی دوا بھی اور شفاء بھی!

پروفیسر حبیب اللہ

آب زم زم کی فضیلت اور اس کی برکت میں بہت سی احادیث اور متعدد روایات آئی ہیں۔ داؤد بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن خثیم سے اور انہوں نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے زمزم کے متعلق فرمایا کہ یہ (ہر آلائش سے) پاک ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب میں شراب الابرار (نیکوں کا مشروب) ہے۔ سب سے پہلے اس کے پانی کو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پیا۔ وہ طعام وشفا سقم ہے۔ سفیان نے فرات القزازی سے اور انہوں نے ابوطفیل سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وادیوں میں سے بہترین وادی مکہ کی وادی اور ہند کی وادی (جزائر انڈیمان، جہاں پر آدم علیہ السلام اترے تھے) ہے۔ بہترین کنواں چاہ زمزم ہے۔ محمد بن یحییٰ نے واقدی سے اور انہوں نے ابن سبرہ سے اور انہوں نے عمر بن عبداللہ اللیثی سے اور انہوں نے جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم سے اور انہوں نے عبداللہ بن غنمہ اور انہوں نے حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عیالدار لوگ صبح کے وقت اپنے اہل وعیال کے ساتھ آتے اور آب زمزم پیتے تو یہ ان کے لئے صبح کا ناشتہ ہوتا اور ہم زمزم کو عیالداروں کے لئے مالی اعانت شمار کرتے تھے۔

محمد بن یحییٰ نے واقدی سے انہوں نے عبدالحمید بن عمران سے انہوں نے خالد بن کیسان سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ آب زمزم کا سیر ہو کر پینا نفاق سے برأت کا موجب ہے۔ حضرت ابوذرؓ کے بھتیجے عبداللہ بن صامت سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میرے چچا ابوذرؓ نے مجھے کہا اے بھتیجے وہ واقعہ جس میں ابوذر کا رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ میں آنا بیان کیا جاتا ہے اس میں رسول اللہ ﷺ اور ابوذر کی باہمی گفتگو میں یہ بات تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوذر سے پوچھا کہ تم مکہ میں کب سے ہو؟ اس نے (یعنی ابوذر نے) کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو بتایا کہ پندرہ روز و شب سے یہاں ہوں اور میرے پاس سوائے آب زمزم کے کھانے پینے کی کوئی دوسری چیز نہ تھی اور میں نے کوئی بھوک محسوس نہیں کی اور میرے پیٹ کی (موٹاپے سے پڑی ہوئی) سلوٹیں بھی ٹوٹ گئیں ہیں۔ یہ مرض کو زائل کر دینے والا ہے اور اس میں جھانکنا بصارت کو جلا دیتا ہے اور جلد ہی وقت آنے والا ہے کہ وہ نیل وفرات کے پانیوں سے زیادہ خوشگوار ہوگا۔

معجم الطبرانی نے ثقہ راویوں کی سند کے ساتھ صحیح ابن حبان میں ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمین پر سب سے بہتر پانی آب زمزم ہے۔ علامہ زین الدین فارسکوری کو کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ ہمارے شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی نے کہا کہ آب زمزم کوثر سے افضل ہے اور اس کی دلیل یہ دی کہ حضور نبی کریم ﷺ کا سینہ مبارک اس کے ساتھ دھویا گیا تھا اور ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کا سینہ افضل ترین پانی سے ہی دھویا جانا تھا۔

آب زمزم کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ وہ بخار کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ جیسا کہ سنن نسائی میں ابن عباسؓ سے روایت کیا گیا ہے اور صحیح بخاری میں بھی شک کے ساتھ یہی بیان کیا گیا ہے اور انہی روایات میں سے ہے کہ ضحاک بن مزاحم نے کہا کہ آب زمزم صداع (سردرد) کو زائل کرتا ہے۔ امام بدرالدین صاحب المصری نے کہا ہے کہ آب زمزم طبی اور شرعی لحاظ سے کرہ ارضی کے جملہ پانیوں سے افضل ہے۔ اس نے کہا میں نے آب زمزم کو مکہ کے ایک چشمہ کے پانی کے ساتھ تولا تو اسے چار گنا زیادہ وزنی پایا۔ پھر میں نے اس کا میزان طب سے اندازہ کیا تو اسے طبی لحاظ سے تمام پانیوں سے افضل پایا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمزم میں نظر ڈالنا عبادت ہے اور یہ خطاؤں کو زائل کر دیتا ہے اور اس کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ جس نے آب زمزم سے اپنا سر تین بار لیپا اسے ذلت کا سامنا نہ ہوگا اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ قریش بن بشیر التیمی نے کہا کہ انہیں ابراہیم بن بشیر اور انہیں محمد بن حرب نے بتایا کہ وہ روم کے شہروں میں پھر رہے تھے اور شاہ روم کے پاس گئے تو اس نے ان سے پوچھا کہ تمہارا کس ملک سے تعلق ہے۔ انہوں نے کہا میں اہل مکہ میں سے ہوں تو اس نے پوچھا کیا تم جبرائیل علیہ السلام کے نکالے ہوئے کنویں کو جانتے ہو۔ میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کیا اس کا اس کے علاوہ بھی کوئی نام ہے۔ میں نے کہ آج کل وہ زمزم کے نام سے معروف ہے۔ پھر اس نے اس کی ساری برکات کا ذکر کیا اور کہا کہ جس نے اس کا پانی تین مرتبہ اپنے سر پر ڈال لیا تو وہ بے ہوش ہو کر نہیں گرتا۔

آب زمزم ایک لطیف و شیریں، خوش ذائقہ، زود ہضم، بے حد برکت، فضیلت اور عظمت والا پانی ہے جسے دنیا جہاں کے پانیوں پر برتری اور فوقیت حاصل ہے۔ اس میں پائے جانے والے اجزاء گوناگوں فوائد و خواص کے حامل ہیں۔

۱...... MgSo4: اس کا استعمال اعضاء کی حرارت کو دور کرتا ہے۔ قے، متلی اور دردسر کے لئے مفید ہے۔ دست آور ہوتا ہے اور استقاء کے لئے بڑا نفع بخش ہے۔ جسم کے بلغمی مادے کو ختم کر کے مضر اجزاء کی بیخ کنی کرتا ہے۔

۲...... Na2So4: یہ ایک قسم کا نمک ہے جو قبض کو رفع کرتا ہے۔ وجع المفاصل کے لئے بے حد مفید ہے۔ ذیابیطس، خونی پیچس، پتھری اور استقاء کے مریضوں کے لئے بھی انتہائی مفید ہے۔

۳...... NaCl: انسانی خون کے لئے یہ نمک بہت اہمیت رکھتا ہے۔ خون کی صفائی اور جسمانی نظام کی برقراری کے لئے استعمال کرایا جاتا ہے۔ آنت اور پیٹ کے مسلسل درد اور ہیضے کے لئے بڑا مؤثر سمجھا جاتا ہے اور زہر کی متعدد اقسام کے لئے بہترین تریاق ہے۔ خصوصاً کوئلے کے دھوئیں کی زہریلی گیس (کاربن مونو آکسائیڈ) سمیت اس کے استعمال سے فوراً دور ہو جاتی ہے اور یہ نمک اعضا کی کمزوری کو بھی دور کرتا ہے۔

۴...... CaCo3: خوراک کو ہضم کرنے، پتھری توڑنے اور وجع المفاصل کے لئے مفید ہے۔ اعضاء کی حدت اور لو کا اثر زائل کرنے میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

۵...... KNO3: تھکن اور لو کے اثر کو زائل کرتا ہے۔ پیشاب آور ہے۔ دمہ کے لئے بھی مفید ہے۔ پسینہ بکثرت لاتا ہے۔ زمزم کے پانی کو ٹھنڈا رکھنے میں پوٹاشیم نائٹریٹ کا بڑا حصہ ہے۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

۶...... H26: تمام جلدی امراض خصوصاً خنازیر کے لئے نفع بخش سمجھا جاتا ہے۔ شدید زکام میں اس کے استعمال سے راحت محسوس ہوتی ہے۔ جراثیم کش ہے۔ اس لئے اس کے استعمال سے ہیضے کے جراثیم ختم ہوجاتے ہیں۔ یہ قوت ہاضمہ، قوت حافظہ اور دیگر دماغی قوتوں کو تقویت پہنچاتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے اور بواسیر کے لئے بھی اکسیر ثابت ہوا ہے۔ ہائیڈروجن سلفائیڈ آب زمزم میں خاص طور سے موجود ہے۔ تازہ زمزم پینے سے اس کا اثر بہت زیادہ ہے۔

الغرض آب زمزم نہ صرف ہر قسم کے جراثیم سے پاک ہے۔ بلکہ بہت سے فوائد کے لحاظ سے منفرد اہمیت کا حامل بھی ہے۔

حدیث مبارکہ میں زمزم پینے کے بعد یہ دعا بیان فرمائی گئی ہے: ’’اللھم انی اسئلك علما نافعا ورزقا واسعا وشفاء من کل داء ‘‘ ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے نفع پہنچانے والے علم اور فراخ روزی اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔‘‘ (حصن حصین)

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس زڑہ میانہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت زڑہ میانہ ضلع نوشہرہ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سرحد کے امیر حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی مہمان خصوصی تھے۔ علاقہ بھر سے علماء کرام، حفاظ عظام، تبلیغی جماعت سے تعلق رکھنے والے احباب اور عام لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

مقامی سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا ضیاء العارفین حقانی نے تمام انتظام کی نگرانی خود فرمائی۔ مقامی نائب امیر حضرت مولانا حافظ ڈاکٹر اعظم چغتائی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ مفتی تاج الدین اور مولانا عمادالدین نے مختصر مگر مدلل خطاب فرمایا۔ جب کہ حضرت مولانا محمد طیب فاروقی اور مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی نے طویل اور مفصل خطاب فرمایا۔ آخرالذکر کا بیان پشتو میں اور باقی حضرات کا اردو میں ہوا۔ تمام حضرات نے قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد اور مسلمات دین سے انحراف اور انکار کے وجہ سے کافر، مرتد اور زندیق قرار دیا۔ انہوں نے قادیانیوں کے کفریہ عقائد، انکار ختم نبوت، توہین انبیاء، تحریف قرآن کریم، اسلام اور ملک دشمن کاروائیوں، ملک وملت سے غداری، یہود ہنود اور انگریزوں سے دوستی اور ان کے مفادات کے لئے کوشش، سیاسی عزائم، اندرونی انتشار، بیرونی سازشیں، دہشت گردی اور دیگر ریشہ دوانیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ حاضرین کانفرنس چونکہ تمام پشتو زبان بولنے والے تھے۔ مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی نے سرحد کے علماء کرام حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا علام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا نعمت اللہ، کے قربانیوں اور تحفظ ختم نبوت کے لئے محنت کا بطور خاص ذکر کیا اور حاضرین سے کہا کہ ہمارے اسلاف نے اس گلستان کو عظیم قربانیوں سے آباد کیا اور اس کا سرسبز اور شاداب رکھنا ہماری مشترکہ ذمہ داری ہے۔ تمام حاضرین نے ہاتھ کھڑا کر کے تحفظ ختم نبوت کے لئے ہر قسم جانی ومالی قربانی دینے کا وعدہ کیا۔ بیانات کے دوران شمع رسالت کے پروانے ختم نبوت زندہ باد، قادیانیت مردہ باد کے نعرے لگاتے رہے۔ یہ عظیم الشان روحانی اجتماع حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کی دعاء کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ...... سوانح و افکار!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ 23/ستمبر 1892ء کو سید ضیاء الدین احمد کے ہاں پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ ابھی آپ بچے ہی تھے کہ آپ کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے امرتسر میں حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ کے ہاں تشریف لائے۔ حدیث شریف حضرت مفتی صاحبؒ اور تفسیر مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ سے پڑھی۔ 1919ء میں کوچہ جیل خانہ کے مسلمان آپ کو حضرت مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ سے اپنی مسجد کے لئے لائے اور آپ نے خطابتی زندگی کا آغاز امرتسر کی ایک مسجد سے 1916ء میں کیا۔ رسوم و بدعات کے خلاف تبلیغ شروع کی اور دیکھتے دیکھتے آپ کی مسجد عوام و خواص کا مرکز بن گئی۔

تحریک خلافت

1919ء میں جب تحریک خلافت شروع ہوئی تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے سیاسی زندگی کا آغاز تحریک خلافت سے کیا اور چند دنوں میں علاقہ بھر ہی نہیں بلکہ ملکی سطح کے لیڈر بن گئے۔ علمائے کرام اور سیاسی طبقہ میں رسوخ حاصل کرلیا۔ مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا ابوالکلام آزادؒ جیسے بلند پایہ خطیبوں کو حضرت شاہ جیؒ کی خطابت کا لوہا ماننا پڑا۔

مجلس احرار اسلام کا قیام

امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کے مشورہ سے جناب چوہدری افضل حقؒ ... مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ... مولانا ظفر علی خانؒ کی سرکردگی اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی صدارت میں قوم پرست علمائے کرام کا اجلاس منعقد ہوا۔ تاکہ بدیشی حکمرانوں سے گلوخلاصی کے لئے مسلمانوں میں حریت پسند تنظیم معرض وجود میں لائی جائے۔ چنانچہ 29 ستمبر 1929ء کو لاہور میں مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ اس اجلاس میں حضرت شاہ جیؒ نے جداگانہ حقوق اور انتخابات اور جداگانہ تنظیم کے نام سے عوام کو تعاون کی دعوت دی۔ چنانچہ تشکیل جماعت کے پونے دو سال بعد 11 جولائی 1931ء کو حبیبیہ ہال لاہور میں نئی فعال، مخلص، انقلابی اور اسلامی جماعت کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت چوہدری افضل حقؒ نے کی۔ حضرت شاہ جیؒ کو اس کا پہلا صدر منتخب کیا گیا۔

تصوف اور حضرت شاہ جیؒ

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا بیعت کا پہلا تعلق حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ سے تھا۔ حضرت گولڑویؒ کی وفات کے بعد قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے منسلک ہوگئے اور حضرت شیخ سے اتنا تعلق بڑھا کہ شیخ مرید کے گرویدہ ہوگئے۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

حضرت شاہ جیؒ ایک انقلابی رہنما

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ وہ انقلابی رہنما تھے جن کے وجود باجود سے بیسیوں تحریکوں نے جنم لیا۔ چنانچہ تحریک کشمیر' تحریک کپورتھلہ' تحریک ختم نبوت' تحریک مدح صحابہ' تحریک بائیکاٹ انگریزی فوج میں بھرتی' تحریک جلیانوالہ باغ' تحریک ہجرت افغانستان' تحریک عدم تعاون اور قومی تعلیم' تحریک ناموس رسالت (راجپال کے خلاف) کو حضرت شاہ جیؒ کی خطابت نے جلا بخشی۔

قید و بند کی صعوبتیں

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے پوری زندگی اسلام کی سربلندی' عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت اور استخلاص وطن کے لئے گزار دی۔ اس ابتلاء و آزمائش کے دور میں حضرت شاہ جیؒ پر بے پناہ مصائب و آلام کے پہاڑ توڑے گئے۔ حضرت شاہ جیؒ نے مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ آپ نے تقریباً ساڑھے بارہ سال جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

زندگی کے دو مقاصد

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی زندگی کے دو مقاصد تھے۔ نمبر ایک ...... یہ کہ ہندوستان انگریزی تسلط سے آزاد اور پاک ہو جائے۔ نمبر دو...... یہ کہ قادیانیت کا ناپاک وجود حرف غلط کی طرح مٹ جائے۔ حضرت شاہ جیؒ انگریز سے نفرت کو جزو ایمان کا درجہ دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ: ''میری زندگی کی صرف ایک ہی خواہش ہے کہ یا تو انگریز کو اس ملک سے نکال باہر کروں یا اس جدوجہد میں اپنی زندگی حق پر قربان کر دوں۔'' ایک مرتبہ چند عقیدت مندوں نے عرض کیا کہ شاہ جی! اب آپ بہت ضعیف ہو گئے ہیں۔ آپ اپنے کو اس قدر مشقت میں نہ ڈالیں۔ فرمانے لگے کہ حضور علیہ السلام کی عزت و ناموس خطرے میں ہے۔ اغیار شمع رسالت بجھانے کے درپے ہیں اور آپ مجھے آرام کا مشورہ دے رہے ہیں۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ خودکشی کر لوں۔ آپ کے چھوٹے چھوٹے فقرے طباعی اور ذہانت کے ساتھ ساتھ بہت سی حقیقتیں اور دل کی صداقتیں اپنے اندر لئے ہوئے ہوتے تھے۔ جن سے فہیم انسان دور تک پہنچ جاتا تھا۔ حضرت شاہ جیؒ فرماتے کہ میرے لئے جیل خانہ صرف مکانی ہے۔ میں اپنے گرد و پیش باغ و بہار فراہم کر لیتا ہوں اور قید یوں گزر جاتی ہے جیسے صحراؤں سے بادل۔

حضرت امیر شریعت بے مثال خطیب

حضرت شاہ جیؒ کی خطابت توحید باری تعالیٰ' عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت و اہمیت' اصحاب و اہل بیت کی عظمت' فرنگی استبداد اور اس کی ذریت خبیثہ کے قلع قمع کے لئے وقف تھی۔ حضرت شاہ جیؒ کے بیان میں جادو اور کلام میں سحر تھا۔ حضرت شاہ جیؒ نے نصف صدی تک خطابت میں سیاست کی۔ حضرت شاہ جیؒ کی تمام تر سیاست اور جدوجہد برطانوی سامراج کے خلاف تھی۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی دعوت و حریت پر درمیانے

طبقہ کے نوجوانوں نے لبیک کہا۔ جن سے عوامی تحریکوں میں لیڈر شپ بیدار ہوئی۔ حضرت شاہ جیؒ نے مسلمانوں میں فعال سیاسی کارکنوں کا ایک گروہ پیدا کیا جس نے برطانوی سامراج کو بستر بوریا گول کرنے پر مجبور کردیا۔ تمام عمر موٹا ہندوستانی کھدر پہنا۔ جو ساگ ستو ملا کھالیا۔ اس معاملہ میں فقر و درویشی کا مرقع تھے۔ حضرت شاہ جیؒ قرون اولیٰ کے صحابہ کرامؓ کے طرز زندگی کا نمونہ تھے۔

امیر شریعت کا خطاب

اپریل 1930ء میں انجمن خدام الدین لاہور کا سالانہ جلسہ تھا۔ جس میں پورے ہندوستان سے تقریباً پانچ سو علمائے کرام شریک ہوئے۔ امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی صدارت میں حضرت شاہ جیؒ کی تقریر شروع ہوئی تو مجمع آہ و بکا میں مبتلا تھا۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم تقریر سن کر رو رہے ہو۔ تمہارے رونے کا کوئی اعتبار نہیں۔ جب تک کہ اپنے میں سے کسی کو امیر نہ بنالو اور ابھی بنالو۔ تاکہ سب اس کے پیچھے چلیں اور دین کے لئے کام کریں۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو اس وقت امیر شریعت تسلیم کرتے ہوئے ان کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ یوں تمام علمائے کرام نے متفقہ طور پر حضرت شاہ جیؒ کو امیر شریعت کے خطاب سے نوازتے ہوئے حضرت شاہ جیؒ کے ہاتھ پر تحفظ ختم نبوت کی بیعت کی۔

تحفظ ختم نبوت کانفرنس قادیان

اکتوبر 1934ء میں قادیان میں تاریخ ساز کانفرنس منعقد ہوئی جس میں متحدہ ہندوستان سے تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام نے شرکت کی اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے تاریخ ساز خطاب فرمایا۔ جس سے فتنہ قادیانیت کی سنگینی سے آگاہی ہوئی۔

شعبہ تبلیغ کا قیام

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں قادیان میں تحفظ ختم نبوت کا شعبہ غیر سیاسی قائم کیا گیا جس نے قیام پاکستان کے بعد مستقل جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت کی شکل اختیار کرلی۔ جس کے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پہلے امیر اور حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ حضرت شاہ جیؒ تازیست مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر رہے۔ حضرت شاہ جیؒ نے حضرت مولانا محمد حیاتؒ کی زیر نگرانی شعبہ دار المبلغین ردقادیانیت قائم کیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے ایسے مناظر اور مبلغ تیار کئے جو مجلس کے لئے مجلس کے اخراجات پر عقیدہ ختم نبوت کی چوکیداری اور اسلام کی دعوت اور تبلیغ کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں پورے ملک میں قادیانیت کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا گیا۔

14 اگست 1961ء حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پر فالج کا حملہ ہوا۔ جس سے بہت مضمحل ہوگئے اور 21 اگست 1961ء کو اس دار فانی سے رحلت فرماگئے۔ حضرت شاہ جیؒ کے بڑے بیٹے اور جانشین حضرت مولانا ابوذر بخاریؒ نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں ہزارہا مسلمانوں نے شرکت کی۔ لانگے خاں باغ کے قریب قبرستان میں حضرت شاہ جیؒ محو استراحت ہیں اور آپ کا مزار ہراتوار مرجع خواص و عوام ہے۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

کلمہ طیبہ اور کلمہ کفر میں فرق کا مسئلہ!

جناب مولانا مجاہد الحسینی

> قادیانیوں کو ۱۹۷۴ء میں قانوناً غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قادیانیوں کا کفر کتنا سنگین ہے۔ اسے ذیل کے مضمون میں ملاحظہ فرمائیں۔ ادارہ

۱۹۸۴ء میں قادیانیوں نے اپنے سینوں پر بیج لگانے کی مہم پر چند قادیانیوں کی گرفتاری پر اظہار خیال کرتے ہوئے پنجاب کے ایک دینی تعلیم سے ناواقف اور تہذیب مغرب کے دلدادہ نے قادیانیوں کے ساتھ اپنے کلمۂ دوستی میں ایسی باتیں لکھی ہیں جو اسلامی تعلیمات کے منافی اور فرنگی سوچ کی آئینہ دار ہیں۔ وہ یہ کہ:

۱...... کلمہ طیبہ خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اگر ہماری حکومت اور ہمارے علماء نے احمدیوں کی مساجد کی پیشانیوں سے کلمہ مٹانے کی روش ترک نہ کی اور حد سے گذر کر احمدیوں کے سینوں پر آویزاں کلمے کے بیج بھی اتارنے شروع کر دیئے تو ایک بات طے ہے یہ کلمہ تو نہیں مٹے گا۔ کیونکہ اس کا محافظ خود اللہ تعالیٰ ہے۔ البتہ خدشہ ہے کہ اسے اتارنے والے اور چھینے والے کسی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں اور میں ڈرتا ہوں کہ جس پاکستان میں اللہ کی مساجد اور دیواروں سے اس کلمہ کو ہٹانے کی کوشش ہو رہی ہے خواہ وہ مساجد احمدیوں کی ہوں۔ اگر اس کے باسی اس کلمۂ دشمنی پر چپ رہے تو کہیں خدانخواستہ پاکستان ہی کو کوئی گزند نہ پہنچ جائے۔

۲...... اگر وہ اقلیت اسلام ہی کے کلمے کو اپنا کر فخر اور دینی [illegible] پر خاموش ہونے بجائے طمانیت اور شادمانی کا اظہار کرنا چاہیے۔

۳...... کسی عیسائی اور یہودی مصنف نے اپنی کتاب میں اسلام یا پیغمبر اسلام کے بارے میں کوئی اچھی بات لکھ دی ہو۔ کیا آئندہ علماء ان کتابوں کو بھی جلانے کا اہتمام کریں گے؟

۴...... علماء نے جو وطیرہ اختیار کر رکھا ہے اس سے اسلام کی اشاعت رک جائے گی اور دنیا میں یہ تاثر پھیلے گا کہ یہودیت کی طرح اسلام بھی کوئی جابرانہ مذہب ہے۔ پھر اس پاکستان کی اساس لا الہ الا اللہ پر اٹھائی جا رہی ہے تو کسی کو کیا اختیار ہے کہ کسی کی مذہبی آزادی چھین لے؟

۵...... میں احمدی نہیں ہوں۔ میرے دور نزدیک رشتے داروں میں بھی کوئی احمدی نہیں ہے۔ یہ بات موجب طمانیت ہے کہ معترض اپنا اور اپنے خاندان کا دامن قادیانیت کے ساتھ وابستہ کرنے سے انکار اور بریت کا اظہار کر کے اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ احمدیت وقادیانیت کوئی ایسا نظریہ نہیں ہے۔ جس پر فخر کیا جا سکے۔ بلکہ بریت اور اظہار نفرت اس کی غماز ہے کہ یہ اسلامی نظریات کے خلاف کوئی ایسا فتنہ ہے جس سے دامن بچا کے رکھنا چاہیے۔

جہاں تک کلمۂ طیبہ کی تعظیم اور اس کے تحفظ کے سلسلے میں دانشور کے جذبات کا تعلق قابل قدر ہیں۔ لیکن ان کی مرزائیت نوازی اور قادیانیوں کے حق میں ان کا یہ ''کلمہ دوستی'' ضرور محل نظر ہے۔

وہ اس تاریخی حقیقت سے بخوبی آگاہ ہوں گے کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی بنیاد اور اساس ہے۔ پوری اسلامی تاریخ میں اس عقیدہ کی خلاف ورزی کرنے والوں اور جھوٹے مدعیان نبوت یا ان کی ذریت کا وجود ملت اسلامیہ نے کبھی برداشت نہیں کیا؟ نیز ان کی نگاہ میں یہ تاریخی پس منظر بھی ضرور ہوگا کہ فرنگی دور اقتدار میں جب مرزاغلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت کاذبہ کا دعویٰ کیا تھا تو اس برصغیر کے علماء ومشائخ اور ملی رہنماؤں نے اس فتنہ انکار ختم نبوت اور انکار جہاد کی زبردست مخالفت کر کے اس کے استیصال کے لئے گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ ان میں سے شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ، پیر سید مہر علی شاہؒ (گولڑہ شریف) دارالعلوم دیو بند کے شیخ الحدیث حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا احتشام الحق تھانویؒ، مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ، امیر جمعیت اہل حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا ابوالحسناتؒ، سید محمد احمد قادریؒ صدر مجلس عمل، مولانا عبدالحامد بدایوانی بانی جمعیت علماء پاکستان، مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر روزنامہ زمیندار لاہور، مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش ایڈیٹر نوائے پاکستان لاہور، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا ابوالحسن ندویؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ اور آغا شورش کاشمیریؒ کے اسماء گرامی خصوصاً قابل ذکر ہیں۔

ہماری ملی تاریخ کا یہ پہلا واقعہ ہے کہ حضرت علامہ اقبالؒ نے فرنگی حکومت سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ نہایت سنگین حالات میں کیا تھا۔ کسی شخص کو اس گروہ کے ساتھ اپنے ''کلمۂ دوستی'' کے اظہار سے پہلے کم ازکم علامہ اقبال کے عقائد اور افکار و نظریات پر مشتمل ان کی جملہ تصانیف، خاص طور سے ان کی قادیانیت سے متعلق تقاریر، خطبات اور بیانات پر مشتمل حرف اقبال اور ان کے مقالات پر مشتمل انوار اقبال کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے تھا۔ صرف حرف اقبال کا ص۱۳۲ ملاحظہ فرمائیے:

''ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا تھا جب ایک نئی نبوت بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا تھا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا تھا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرتﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر میرے موجودہ رویہ میں کوئی تناقض ہے تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے۔ بقول ایمرسن، صرف پتھر اپنے آپ کو نہیں جھٹلا سکتے۔''

اس سے آگے ص۱۳۷ پر علامہ اقبال لکھتے ہیں۔

''ثانیاً ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویے کو فراموش نہ کرنا چاہئے۔ بانی تحریک نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے، اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ ازیں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار،

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی) مسلمانوں کی قیام نماز سے قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اوران سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ تمام دنیائے اسلام کافر ہے۔ یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں دور ہیں۔ جتنے سکھ ہندوؤں سے۔'' (حرف اقبال ص ۱۳۷)

قادیانیت کی بابت علامہ اقبال کے ان افکار ونظریات کی روشنی میں اگر کسی نے اس تحریک کا مطالعہ کیا ہوتا تو وہ یقیناً علامہ اقبال کے ہمنوا ہوتا کہ قادیانیت اسلام کے خلاف ایک فرنگی سازش ہے۔ اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ وہ اپنے مؤقف پر ضرور نظر ثانی پر مجبور ہوگا۔ نیز یہ تو وہ مسئلہ ہے جس کے لئے ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں ملک گیر تحریکیں چل چکی ہیں۔ پروانوں نے شمع رسالتؐ پر جانیں قربان کی ہیں اور جس کے نتیجے میں پیپلز پارٹی کے دور اقتدار میں قومی اسمبلی نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلے میں قانون وضع کیا اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخی فیصلہ کیا تھا۔ جسے پیپلز پارٹی اور دیگر جماعتوں کے رہنما بھٹو مرحوم کے اسلامی کارنامے کے طور پر فخریہ بیان کیا کرتے ہیں۔

خدانخواستہ اگر قادیانیوں، کے کلمے اور مسلمانوں کے کلمے کے مابین کوئی فرق امتیاز نہیں ہے تو قادیانیوں کو علیحدگی اختیار کرنے، بنا وجود الگ رکھنے، انہیں اسمبلی کے ذریعے غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی؟ علامہ اقبال جیسے حکیم الامت اور بین الاقوامی شہرت کے حامل شخصیت کو اس موضوع پر اظہار خیال کرنے، نظمیں لکھنے اور اپنے کلام میں قادیانیت کی مخالفت کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی تھی؟ آخر اس کے کچھ تو محرکات ہیں۔ بھٹو صاحب کے دور وزارت میں جب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت کے زمرے میں شامل کرنے کا اعلان کیا گیا تھا تو ان دنوں ملک میں سے کسی شخص کی رگ حمیت و رواداری قادیانیت کیوں نہ پھڑکی تھی؟ آج جب حکومت نے ۱۹۷۴ء ہی کے آئینی فیصلے پر عملاً قدم اٹھایا ہے تو بعض نام نہاد دانشور نامعلوم وجوہ کی بناء پر قادیانیوں کے وکیل اور ہمنوا کی حیثیت اختیار کررہے ہیں۔ یا للعجب!

سوال یہ ہے کہ اگر قادیانیوں کے کلمے اور دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کے کلمہ طیبہ کا مفہوم ومقصود ایک ہی ہے تو دنیائے اسلام (سعودی عرب، مصر، ایران، انڈونیشیا، سوڈان وغیرہ) مسلم ممالک میں انہیں کیوں غیر مسلم قرار دیا گیا ہے؟ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ پوری دنیائے اسلام کے مسلمان خواہ دیوبندی ہوں یا بریلوی، شیعہ ہوں یا سنی، اہل حدیث ہوں یا منکرین، حنفی ہوں یا شافعی، مالکی ہوں یا حنبلی۔ خواہ کسی بھی مکتب فکر سے کیوں نہ نسبت رکھتے ہوں۔ ان سب کے ہاں کلمۂ طیبہ کا مفہوم اور مطلب ایک ہی ہے۔ اس میں کسی نوعیت کا قطعاً کوئی اختلاف وتصادم موجود نہیں ہے۔ فروعی اختلافات اور فقہی توجیہات کی نوعیت قطعی مختلف ہے۔ ان سب کے ہاں بھی ''کلمۂ طیبہ'' کا مفہوم جزوی طور پر بھی ''ما بہ النزاع'' نہیں ہے۔ کسی شخص کا یہ کہنا کہ قادیانی احمدی اقلیت بھی جب اسی مسلمانوں کے کلمے کو جو خدا کا نازل کردہ ہے۔ اپنا قرار دیتی ہے تو علماء کو اس پر خوش اور اظہار طمانیت کرنا چاہئے۔ یہ قادیانیوں کے عقائد ونظریات اور کلمہ کے بابت ان کے مفہوم ومطالب سے ناواقفیت کا آئینہ دار ہے۔ چنانچہ اسی سلسلے کی معلومات میں قادیانی فتنے کے بانی مرزا غلام احمد نے ایک غلطی کا ازالہ کے نام سے ایک کتابچہ شائع کیا تھا۔ جو آج بھی لائبریریوں اور مختلف حضرات کے پاس موجود ہے۔ خود قادیانیوں کے ہاں بھی یقیناً موجود ہوگا۔ ہر شخص کو

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

اس کا خصوصیت کے ساتھ مطالعہ کرنا چاہئے۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷) پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔ ’’محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء وبینهم (الفتح)‘‘ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۰۸) پر ہے: ’’غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کی رو سے اور یہ نام بحیثیت فنافی الرسول مجھے ملا ہے۔ لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔‘‘

اور کتابچے کے (آخری ص۱۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۶) پر ہے: ’’اور اسی بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ ﷺ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان میں نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفی ﷺ ہی ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت ورسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمدؐ کے پاس ہی رہی۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام‘‘

مندرجہ بالا آیات قرآنی کا جو مفہوم اور ’’کلمۂ طیبہ‘‘ کے دوسرے حصے محمد رسول اللہ کا جو ترجمہ مرزا قادیانی نے ایک غلطی کے ازالے کی صورت میں کیا ہے۔ حقیقت شناس یقیناً اس کے مؤید نہیں ہوسکتے تو قادیانیوں کے کلمے کو وہ کس طرح مسلمانوں ہی کا کلمہ قرار دینے پر آمادہ نظر آتے ہیں؟ قرآن کریم کی آیات کریمہ تو حضور سید المرسلین حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات اقدس پر نازل ہوئی تھی۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کو ان آیات کے ترجمے اور مفہوم کا مصداق بننے کی جسارت کیسے ہوئی کہ ان میں میرا نام ہی محمد اور احمد رکھا گیا اور رسول بھی؟ اور اس طرح نبوت ورسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی؟ (نعوذ باللہ)

کیا دنیا کا کوئی بھی مسلمان کلمۂ طیبہ کے اس ترجمے اور آیات کریمہ کی اس تفسیر تشریح کو تسلیم کرنا تو کجا اس کا تصور بھی برداشت کرنے پر آمادہ ہوسکتا ہے؟ جب ہر کوئی شخص قادیانیوں کے ان کلمات کفر کا تصور گناہ عظیم سمجھتے ہیں اور واقعتاً دنیا بھر کے مسلمانوں کی تشریح، ترجمہ اور مصداق ان قادیانیوں سے مختلف بھی ہے تو ان کے ساتھ مطابقت اور موافقت کیونکر ممکن ہوسکتی ہے؟ لوگ ابھی اس تاریخی واقعے کو نہیں بھولے ہوں گے کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی وفات کے موقعہ پر ان کے جنازے میں شریک اور وہاں پر حاضر ہونے کے باوجود سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نماز جنازہ کی ادائیگی کے وقت عیسائی سفیروں وغیرہ غیر مسلم نمائندوں کے ساتھ الگ ہوگئے تھے۔ اگر مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین کوئی فکری ونظری اختلاف نہیں ہے اور ہر طرح موافقت ہی ہے تو ظفر اللہ خان قادیانی نے اپنے محسن کی نماز جنازہ کیوں نہ پڑھی تھی؟ اس انحراف کے آخر کچھ تو اسباب ومحرکات ضرور ہوں گے۔

وہ شخص عاقبت نااندیش ہے۔ جو قادیانیوں کے کلمے کو مسلمانوں کا کلمۂ طیبہ یا اس کے مماثل قرار دینے کے چکر میں پڑتا ہے۔ وہ اپنا ایمان ضائع کرتا ہے۔ ورنہ امر حق یہ ہے کہ قادیانیوں نے دنیا کے کروڑوں مسلمانوں سے الگ ہوکر اقلیت اختیار کرنے کا راستہ صرف فرنگی سامراج کے مفادات کے تحفظ اور اسلامی اصطلاحات کی تضحیک وتنقیص کی خاطر اختیار کیا ہے۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی نے اپنے ایک مرید شاعر سے درج ذیل اشعار سن کر (۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۶ء ج۲ ش۴۳ ص۱۴) کو اخبار البدر قادیان میں نمایاں طور سے شائع کیا تھا۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAOLAK.INFO

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(نعوذ باللہ)

علامہ اقبال قادیانیوں کی انہی گستاخیوں اور اشتعال انگیز پر لرزہ اندام ہوکر انہیں غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ کرنے پر مجبور ہوئے تھے۔ آج ہم اگر کلمۂ طیبہ کے مقدس عنوان سے قادیانیوں کی جاری کردہ اس نئی تحریک کا جائزہ لیں تو ضرور اس کا کوئی محرک اور سبب معلوم ہوگا اور وہ یہ کہ گذشتہ برسوں میں ساہیوال کے جامعہ رشیدیہ میں مدرس حاجی مولانا حافظ محمد بشیر اور پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ کے طالب علم اظہر رفیق کو ان قادیانیوں نے گولی مار کر شہید کردیا تھا۔

ایک طرف ان کی اشتعال انگیز اور شرمناک حرکتوں پر مسلمانوں میں سخت برہمی اور خفگی کے جذبات موجود تھے اور دوسری جانب وفاقی شرعی عدالت نے ۲۹ر اکتوبر ۱۹۸۴ء کو قادیانیوں کی بابت فیصلے میں حکومت کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ کے مطابق عملدرآمد کرانے کا حکم دیا تھا۔ جس کی رو سے کوئی قادیانی اسلام کی مقدس اصطلاحات استعمال نہیں کرسکتا۔ اس پر قادیانیوں نے ملکی قوانین وضوابط کا مذاق اڑانے اور ملک میں مسلم اور قادیانی کے مابین فساد کرانے کی خاطر نقص امن آمیز فضا رچانے کی کوشش کی ہے۔ نیز اس سلسلے میں قادیانی لیڈر مرزا طاہر نے لندن سے کیسٹوں کے ذریعے ہدایات بھیج رہے ہیں۔ کسی ذریعے سے چند کیسٹیں یہاں ہمیں بھی دستیاب ہوگئی ہیں۔ ان سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قادیانی اپنے مفرور لیڈر اور بیرون ملک کے بعض دیگر پاکستان دشمن عناصر کے گٹھ جوڑ سے وہ ملک میں ہر وقت کسی نہ کسی صورت میں دہشت گردی اور خون خرابے کی فضا قائم کرنے کا خوفناک منصوبہ تیار کرتے رہتے ہیں تاکہ مسلمانوں کی توجہ اصل مسائل سے ہٹ جائے۔

مغربی تہذیب کے دلدادہ حضرات کو چاہئے کہ وہ علماء کے خلاف دھمکی آمیز لہجہ اختیار کرنے کے بجائے قادیانیوں کو ملک کے قوانین کا احترام کرنے کی تلقین اور کوئی غلط حرکت کرنے سے باز رہنے کی نصیحت کرتے رہیں۔ وہ قادیانیوں کے حق میں کتنے بھی کلمات دوستی فرمادیں۔ اب دنیا کی کوئی طاقت قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی ہرگز جسارت اور خلاف اسلام اقدام نہیں کرسکتی۔ اب قادیانیوں کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ وہ کفر کے بجائے کلمۂ طیبہ پر اس کے صحیح مفہوم ومطلب کے ساتھ ایمان لے آئیں اور اقلیت کا دائرہ چھوڑ کر اکثریت کے ساتھ حلقہ بگوش اسلام ہونے کی سعادت حاصل کریں۔

عہد نبوی میں مسجد ضرار کی تعمیر کیوں گرائی گئی

جہاں تک قادیانی عبادت گاہوں اور ان میں کلمہ طیبہ کی تحریر کا سوال ہے۔ جن لوگوں کو اللہ نے علم وشعور کا حصہ وافر عطاء کیا ہے وہ مدینہ منورہ کی مسجد قبا کے مدمقابل مسجد ضرار کی تعمیر کی تاریخ پڑھیں تو ان پر یہ عقیدہ ضرور کھلے گا کہ حضور سید المرسلین ﷺ کے زمانہ مبارک میں اور مدینہ طیبہ کے ان مسلمانوں نے جنہوں نے بظاہر اسلام بھی خود رسول

اللہ ﷺ کے حضور قبول کیا تھا۔ ان لوگوں نے جب مسجد ضرار تعمیر کر لی تو قیصر روم کے سات تیار کی گئی سازش کے مطابق فیصلہ ہوا کہ اس نئی مسجد میں ایک نماز حضور سید المرسلین ﷺ سے پڑھائی جائے تا کہ لوگوں کو یہ اطمینان ہو جائے کہ واقعی یہ مسجد ہی ہے اور حضرت رسول کریم ﷺ نے غزوہ تبوک سے واپسی پر اس پر آمادگی بھی ظاہر فرمادی تھی کہ واپسی پر اسی قباء کی بستی میں جہاں آج مسجد قباء موجود ہے۔ یہ آیت کریمہ نازل فرمادی۔ ''والذین اتخذوا مسجد ضرار وکفرا وتفریقا بین المؤمنین وارصادا لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل (مائدہ)''

اور جن لوگوں نے دعوت حق کو نقصان پہنچانے اور خدا کی بندگی کے بجائے کفر کرنے اور اہل ایمان میں پھوٹ ڈالنے کے لئے ایک مسجد بنائی اور اس بظاہر عبادت گاہ کو اس شخص کے لئے کمین گاہ بنائیں۔ جو اس سے پہلے بھی اللہ اور اس کے رسول کے خلاف برسر پیکار ہو چکا ہو۔ وہ ضرور قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ تو بھلائی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ مگر اللہ گواہ ہے کہ وہ قطعی جھوٹے ہیں۔ تم ہرگز اس مسجد میں کھڑے نہ ہونا۔

اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد حضور سید المرسلین ﷺ نے مسجد کا افتتاح کرنے کے بجائے چند صحابہ کرامؓ کو بھیج کر نہ صرف اس تعمیر شدہ مسجد کو گرا دیا بلکہ اس کے سامان کو بھی آگ لگا دی گئی تھی۔ کیونکہ وہ مسجد نہیں تھی۔ بلکہ ایک مقدس نام سے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے، قیصر روم کا حملہ کرا کے مسلمانوں کا قلع قمع کرانے اور منافقوں کے لیڈر عبداللہ بن ابی کو مدینہ منورہ کا بادشاہ بنانے کی ایک خطرناک سازش تھی۔

جب مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور ملت اسلامیہ کی اجتماعیت ختم کر دینے کا موجب اور سبب بننے والی مدینہ منورہ کی مقدس سرزمین پر اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے اپنے دور میں منافقین کی تعمیر شدہ مسجد کا وجود برداشت نہ کیا گیا تھا تو آج پندرھویں صدی میں غیر مسلم قادیانیوں کو اسلام کے مقدس اصطلاحات کے استعمال اور مساجد کی تعمیر یا ان کے وجود کی کیونکر اجازت دی جا سکتی اور ان کے ساتھ نرمی یا رواداری کا سلوک کیسے جا سکتا ہے؟ پھر رائے صاحب کو یہ بھی معلوم نہیں کہ قادیانیوں کی عبادت گاہ کو مسجد کہنا شرعاً اور قانوناً دونوں کے مطابق جرم ہے اور قادیانیوں کے عزائم اور ان کے منصوبے تو ملت اسلامیہ کے لئے سب سے زیادہ خطرناک اور سنگین ہیں۔ منافقین مدینہ کی طرح ان کی تعمیر کردہ عبادت گاہوں کا انہدام اہم ملی اور دینی ضرورت ہے اور اس میں رکاوٹ گناہ عظیم۔

ہر نوع آزادیٔ رائے اور رواداری کا جو مفہوم جن نادانوں نے وضع کیا ہے دنیا میں کہیں بھی اس کا تصور موجود نہیں ہے۔ کسی بھی ملک میں اس کے آئین وقانون کی خلاف ورزی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ کسی سوسائٹی میں بھی اس کے قواعد وضوابط توڑنے یا ان کا مذاق اڑانے، ان کا غلط مفہوم ومعنی وضع کرنے اور من مانی کارروائیوں کی ہرگز اجازت دی جاتی۔

کیا وہ لوگ اس حقیقت سے نا آشنا ہیں کہ روس میں کمیونزم پر یقین نہ رکھنے والوں یا چین میں کمیونزم کی غلط تعبیر وتشریح کرنے والوں کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے؟ نئے چین کے بانی ماؤ کی بیوہ اور اس کے ساتھیوں چار کے ٹولے کو حکمران جماعت نے آزادی رائے اور اپنی مرضی سے سرگرم عمل رہنے سے کیوں روکا ہے؟ آزادی رائے اور رواداری کا جو مفہوم آج وضع کیا جا رہا ہے۔ اگر درست تسلیم کر لیا جائے تو جاگیرداری وسرمایہ داری کی مخالفت

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

کرنے والے اس طبقہ کو آزادی سے کیوں محروم کر دینا چاہتے ہیں۔ ان کے ساتھ رواداری کا سلوک کیوں نہیں کیا جاتا؟ پھر چوروں، ڈاکوؤں اور دوسرے قانون شکن عناصر کی گرفت اور مخالفت کیوں کی جارہی ہے؟ لوگوں کی اپنے سرمایہ سے قائم کردہ بڑی بڑی صنعتیں چھین کر اپنی یا قومی تحویل میں لینا کیوں کر جائز قرار دی جاسکتی ہیں؟ پھر صنعت کاروں کے حقوق، ان کی آزادی سلب کرنے اور ایک طبقے کو ان کی ذاتی چیزوں سے محروم کر دینے کا خود ظالمانہ رویہ کیوں اختیار کیا جاتا ہے؟ اس معاملے میں رواداری کیوں نہیں برتی جاتی؟ اس طرح ملاوٹ کرنے والے دوسرے بدعنوان لوگوں کا معاملہ ہے کیا ان کے ساتھ بھی رواداری کا یہی سلوک ہونا چاہئے؟

''آزادی اور رواداری'' کا ایک محل وقوع، اور ایک اخلاقی ضابطہ ہے۔ اس کے دائرے اور احاطے کے اندر تو آزادی اور رواداری کی بات کی جاسکتی ہے۔ مگر قانون شکنی، ملک وملت کے تحفظ کے خلاف سرگرمی، سازش اور فتنہ وفساد برپا کرنے والوں کو نہ تو آزادی دی جاسکتی ہے اور نہ ہی ایسے لوگوں کے ساتھ رواداری اور چشم پوشی کا برتاؤ کیا جاسکتا ہے۔ مگر جن لوگوں کے ساتھ رواداری کے خواہاں اور ان کی بابت نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ ان کا اپنا وطیرہ یہ رہا ہے کہ نہ تو انہوں نے قادیان میں کسی بھی مسلمان کو رہائش کی اجازت دی تھی اور نہ ہی ربوہ میں قادیانیوں کے سوا کوئی دوسرا شخص رہ سکتا ہے۔ ربوہ میں آج جو تھوڑی سی اجازت ملی اور وہاں مسلم کالونی میں مسلمانوں کے لئے بھی رہائش کے اختیارات حاصل ہوئے ہیں وہ بھی موجودہ حکومت کے جرأت مندانہ اقدام کی وجہ سے ہے۔ ورنہ قادیانی احمدی تو اب بھی اپنا زور صرف کررہے ہیں کہ ان کے علاقے میں ان کا کوئی بھی مخالف زندہ نہ رہ سکے۔ مسلمان تو درکنار ربوہ میں کوئی مرزائی بھی اپنے لیڈر اور جماعتی سربراہ کی منظوری کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔

حمید نظامی مرحوم نے اپنے اخبار میں ریاست اندر ریاست کے عنوان سے اسی سنگین صورتحال کے خلاف اداریہ لکھ کر حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہاں مسلمانوں کو بھی رہائش کے حقوق دیئے جائیں۔ بایں ہمہ قادیانیوں کے سربراہ نے اپنے قادیانی مخالفوں کی بھی جائیداد ضبط کر کے انہیں ربوہ سے نکال باہر کیا تھا۔ اس کی تفصیلات تاریخ محمودیت میں دیکھی جاسکتی ہے۔ یا داستان ان مظلوموں کی زبانی سنی جاسکتی ہے۔ جو آج بھی دربدر ٹھوکریں کھاتے ہوئے مرزائی حکمرانوں کی رواداری کا چرکا کھائے پھرتے ہیں۔ جن لوگوں کا خود اپنی جماعت اور اپنے عقیدے کے افراد کے ساتھ یہ سلوک ہے وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ کس قدر اعلیٰ رواداری کا برتاؤ کرتے ہوں گے۔ کیا معترضین بتا سکتے ہیں کہ پورے پاکستان میں کسی بھی عقیدہ اور مسلک کے لوگوں پر مشتمل کوئی آبادی یا کوئی ایسی بستی موجود ہے جو عقائد ونظریات کی اساس پر قائم ہو۔ جس میں دوسرے عقیدے سے متعلق افراد یا ان کے مخالفوں کو رہائش اختیار کرنے اور دوسرے شہری حقوق بھی حاصل نہ ہوں؟ اگر نہیں تو پھر قادیانیوں پر ہی یہ نظر کرم اور یہ مہربانی کیوں؟ انہیں یہ بھی علم ہوگا کہ قیام پاکستان کے بعد ربوہ کی یہ زمین انگریز گورنر سر فرانسس موڈی نے اپنے اس خود کاشتہ پودے کی آبیاری کے لئے قادیانیوں کو بطور تحفہ عنایت کی تھی اور اس کی برائے نام قیمت بھی ایک آنہ فی مرلہ مقرر کی تھی۔ میرا تو مطالبہ یہ ہے کہ حکومت انگریز گورنر کے سیاسی احکام منسوخ کر کے ربوہ کی ساری

زمین نیلام عام کے ذریعے فروخت کرے یا اس کی وہ قیمت مقرر کی جائے جو ملک میں دوسرے مقامات کی مروجہ ہے اور جسے زمین دی جائے اسی مالکانہ حقوق بھی حاصل ہونے چاہئیں۔ کیونکہ ربوہ کی تمام زمین آج بھی صدر انجمن احمدیہ کے نام پر ہے اور وہاں رہائش پذیر تمام قادیانیوں کی تجدید الاٹمنٹ خود قادیانی سربراہ کے احکام کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس طرح جو بھی قادیانی اظہار اختلاف کرتا ہے اس کی الاٹمنٹ منسوخ کر کے ربوہ بدر کر دیا جاتا ہے اور سامان ضبط کر لیا جاتا ہے۔

معترضین کو رواداری کے اس پہلو کی بابت کچھ ارشاد فرمانا چاہئے۔ باقی رہا ان غیر مسلموں اور مشرقین کا معاملہ جو اپنی کتابوں میں یا اپنے اشعار میں حضور رحمتہ اللعالمین ﷺ کی تعریف ومنقبت بیان کرتے اور اسلام کی خوبیوں کے اعتراف میں مضامین اور کتابیں شائع کیا کرتے ہیں۔ انہیں نذر آتش کرنے کا معاملہ اور تبلیغ اسلام رک جانے کی بابت لوگوں کو خود ہی اس حقیقت کا اعتراف کرنا چاہئے کہ اس عنوان پر جو بھی غیر مسلم گفتگو کرتا اور پیغمبر اسلام کے محاسن واوصاف بیان کیا کرتا ہے۔ اس کے مفہوم ومقصد میں مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح تحریف اور گستاخی کا تصور تک نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ ان کا مرکز ومحور صرف اور صرف حضور محسن انسانیت ﷺ کی ذات اقدس اور آپ ﷺ ہی توصیف ومنقبت پیش نظر ہوتی ہے۔ لیکن یہاں مرزائی تو نام اور اسم گرامی حضور ﷺ کا لیتے، کلمہ اور آیات کریمہ ان پر نازل شدہ پڑھتے اور مراد مرزا قادیانی کی ذات اور اس کی تعلیمات لیتے ہیں۔ ایسی صورت میں غیر مسلموں کی کتابیں اور تحریریں کیسے زیر بحث آ سکتی ہیں۔ علاوہ ازیں جہاں تک تبلیغ اسلام رک جانے کے خدشے کا تعلق ہے۔ کون نہیں جانتا کہ قیصر وکسریٰ سے لے کر عصر حاضر کی تمام بڑی بڑی ظالم وجابر طاقتوں نے اپنے جدید ترین وسائل وذرائع کے ساتھ اسلام کا راستہ روکنے اور اسلام کے علمبرداروں کو نیست ونابود کرنے کے ہزار جتن کئے اور سر توڑ کوششیں کی ہیں۔ مگر اسلام اور ملت اسلامیہ کا کاروان پوری شان کے ساتھ رواں دواں اور جاوداں ہے اور اللہ کے فضل سے ہمیشہ رہے گا۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

مولانا محمد یوسف نقشبندی کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے مبلغ (مولانا) محمد یوسف نقشبندی نے صوبہ بلوچستان کے مختلف شہروں مثلاً: دالبندین، نوشکی، خاران، قلات کا ایک ہفتے کا دورہ کیا۔ دالبندین میں مولانا محمد یوسف، مولانا عبدالشکور، حافظ حسین احمد سے ملاقات کی۔ جامع مسجد خاران جامع مسجد نوشکی میں خطاب کرتے ہوئے مولانا یوسف نقشبندی نے کہا کہ مسلمانوں کے مصائب ومسائل کی وجہ قرآن وسنت سے انحراف ہے۔ پاکستان بنانے کا مقصد تاحال شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکا۔ ملک میں بدامنی اور فتنہ فساد کی امن بنیاد قادیانیوں کے مکروہ عزائم ہیں۔ جن کے باعث ملک پاکستان کی سالمیت اور استحکام کو خدشہ لاحق ہوگیا ہے۔

حیات فیضؒ!

آخری قسط

مولانا خدا بخش ملتانی

مقامِ محبوبیت:

مولاناؒ محبوب العلماء والاولیاء اور محبوب الطلباء والعوام تھے، جیسا کہ آپ کے حالاتِ زندگی سے معلوم ہوتا ہے، مثلاً قاری مقری رحیم بخشؒ تلمیذِ حضرت مدنیؒ کے حالات سے معلوم ہوتا ہے، کہ ان کے ہاں مولاناؒ محبوب تھے، مولانا مفتی اسحاق فرماتے ہیں: کہ قاری صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے عالم باعمل دیکھنا ہو وہ مولانا فیض احمدؒ کو دیکھ لے۔ ایک دفعہ قاری صاحبؒ نمازِ عید خیر المدارس میں پڑھنے سے رہ گئے، تو جامعہ قاسم العلوم کی طرف سے کالج کے میدان میں مولانا فیض احمدؒ کی اقتداء میں نمازِ عید ادا کی اور بعد میں فرمایا: کہ خدا کا شکر ہے کہ ہم نے نمازِ عید ایک عالم باعمل کی اقتداء میں ادا کی۔ نیز ہمارا مشاہدہ ہے کہ قاری صاحبؒ کبھی بھی کسی کی درسگاہ میں تشریف نہیں لے جاتے تھے، بہت مصروف تھے، بس ان کا کام اپنے ہی کام سے، مگر قاری صاحبؒ جب مندر سے نیچے وضو کے لیے اترتے تو وضو بنا کر بعض اوقات گھنٹے کے آخر یا شروع میں مولانا فیض احمدؒ کی درسگاہ میں تشریف لاتے، تھوڑا سا وقت محبت بھری مجلس کر کے تشریف لے جاتے، حالانکہ مولاناؒ قاری صاحبؒ کے شاگرد تھے۔ یہ مولاناؒ کی محبوبیت عند العلماء ہے، اسی طرح سید نفیس الحسینیؒ کے ہاں کا واقعہ ملاحظہ فرماویں کہ درخواست بیعت قبول کرتے ہوئے فوراً خلافت بھی عنایت فرمادی، ع یہ سلوک شاہ نفیس ہے شہِ بادہ خوار بجام سے۔ یہ مولاناؒ کی محبوبیت عند الاولیاء کا ثبوت ہے، طلباء آپ کے سبق پر فدا تھے، خوش تھے، باغ و بہار رہتے تھے، یہ آپ کی محبوبیت عند الطلباء ہے اور جہاں آپ جمعہ کا خطاب فرماتے یا عام بیان ہوتا تو سب لوگ ہمہ تن گوش ہوتے، یہ محبوبیت عند العوام ہے۔

لطیفہ ہم ذوقی:

قاری رحیم بخشؒ کی درسگاہ مندر میں تھی اور مولاناؒ کی درسگاہ مندر کے نیچے شمالی جانب تھی، قاری صاحبؒ طلباء کی خوب پٹائی کرتے، ادھر مولاناؒ بھی صَرف وغیرہ کے طلباء کی خوب خبر لیتے رہتے، اس لطیفے کے طور پر قاری رحیم بخشؒ فرمایا کرتے تھے: کہ میرا ایک ہی ہم ذوق مدرِّس ہے یعنی مولانا فیض احمدؒ کہ ضَرَبَ یَضْرِبُ ضَرْبًا کے معنی میں دونوں مشترک تھے، بعد میں قاری صاحبؒ نے مارنا ترک کر دیا تھا اور مولاناؒ نے بھی نرمی اختیار کر لی تھی۔ بندہ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ جو استاذ بوقتِ تہجد اپنے تلامذہ کے لیے دعائیں نہیں کرتا وہ طلباء کو مارنے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔

قاسم العلوم سے چھٹی:

جامعہ قاسم العلوم کے اہتمام کی ذمہ داری تقریباً آٹھ سال کی عمر کو پہنچ رہی تھی، کہ مدرسہ میں کچھ ناگفتہ بہ حالات پیدا ہو گئے، مولاناؒ نے درستگی کی بہت کوشش کی، مگر اطمینان حاصل نہ ہو سکا، خصوصاً مالیات کے شعبے میں مولاناؒ مطمئن نہ تھے، بالآخر مولاناؒ مدرسہ کی ذمہ داریوں کو خیر آباد کہہ کر از خود چھٹی لے کر فارغ ہو گئے، ویسے بھی مولاناؒ کو خیر المدارس میں دس سال اور قاسم العلوم میں تدریس کے پچیس سال، کل پینتیس سال ہو گئے تھے، کام کرتے کرتے تھک گئے تھے اور طبعاً کچھ

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

کمزور بھی ہوگئے تھے، بعد میں کچھ عرصہ اپنے قائم کردہ مدرسہ امدادالعلوم میں تدریس کے فرائض انجام دیے اور کچھ وقت تصنیف میں، پھر چند سال جامعہ خیرالمدارس میں، بیماری کی معذوری کے باوجود ترمذی شریف کا درس دیتے رہے۔

مدرسہ امدادالعلوم:

مولاناؒ نے ایک چھوٹا سا مدرسہ امدادالعلوم اپنے گھر کے قریب ۱۳۸۸ھ میں قائم کیا تھا پہلے اس میں صرف شعبۂ قرآن مجید حفظ و ناظرہ تھا، بعد میں شعبۂ کتب فارسی و عربی بھی جاری کردیا گیا، مولاناؒ کے دو بیٹے فاروق احمد و مسعود احمد اور آپ کے بھتیجے نعیم احمد اور آپ کے بھانجے شبیر احمدؒ نے اسی مدرسہ میں قرآن مجید حفظ کیا اور پھر دورۂ حدیث سمیت اکثر کتابیں اسی مدرسہ میں پڑھیں انہوں نے آخر میں ایک سال مشکوٰۃ شریف وغیرہ کتب پڑھیں، دوسرے سال ترمذی شریف اور دورہ حدیث کی بعض دیگر کتابیں پڑھیں، تیسرے سال بخاری شریف اور دورۂ حدیث کی بقیہ دیگر کتابیں پڑھیں، اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے امتحان میں اچھے نمبروں سے کامیاب ہوتے رہے۔ لیکن جب طلباء کی تعداد زیادہ ہوگئی تو شعبۂ کتب مدرسہ کی جدید عمارت انصار کالونی بدھلہ روڈ منتقل کردیا گیا، یہ مدرسہ اب بھی قائم ودائم ہے، اور اشاعتِ علوم دینیہ میں مصروفِ عمل ہے، اس مدرسہ کی بیرونی چندہ بہت کم آتا ہے، بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے، تینوں برادران ہی مدرسہ کی کفالت کرتے ہیں۔ مولانا اور ان کے والد ماجدؒ کی آخری آرام گاہ بھی اسی مدرسہ میں ہے۔

مکتبہ حقانیہ:

تیس سال تک مکتبہ امدادیہ، مولاناؒ، محترم میاں بشیر احمد اور مولانا حافظ نور احمد کی شرکت کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل سے اشاعتِ علم دین اور معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے چلتا رہا، جب سب کی اولاد بڑی ہوگئی تو مکتبہ کا کاروبار تقسیم کردیا گیا، قرعہ اندازی میں مکتبہ امدادیہ کا نام مولاناؒ کے دونوں بھائیوں میاں بشیر احمد اور مولانا حافظ نور احمد صاحب کے نام نکلا، مولاناؒ نے مکتبہ کے اپنے حصہ کا نام مکتبہ حقانیہ رکھا جو کہ مکتبہ امدادیہ کے تصحیح وغیرہ کے معیار کو برقرار رکھتے ہوئے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

وفات بابرکات:

چار بجے شام بروزِ جمعۃ الوداع ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ کو بندہ کو بذریعہ فون اطلاع ملی کہ مطلعِ انوارِ علوم نبوی، سراپا فیض ہی فیض استاذ مکرم حضرت مولانا فیض احمد تقریباً سات ماہ کی طویل بے خودگی کے بعد اس دارِ فانی سے رحلت کرگئے، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مولاناؒ، بندہ کے محبوب ترین استاذ اور فیض کلی تھے، بندہ نے علم الصرف سے علم الصیغہ تک تمام کتب صَرف مولانا فیض احمدؒ سے پڑھیں، اسی طرح ہدایۃ النحو، کافیہ اور شرح جامی کا مقدمہ اور تمام بحثِ اسم بھی پڑھنے کی سعادت حاصل کی، ترجمۂ قرآن آخر منزل کے علاوہ مکمل آپؒ سے پڑھا اور بڑے شوق و ذوق سے مکمل مشکوٰۃ شریف بھی آپ سے پڑھی۔

پس ماندگان:

مولاناؒ کے پس ماندگان میں ایک بیوہ، تین لڑکے محترم محفوظ احمد، مولانا حافظ فاروق احمد اور مولانا حافظ مسعود احمد مدظلہم اور دو بیٹیاں ہیں، ماشاءاللہ سب شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں یہ ہے اُسرۃ الشرافت اور اُسرۃ الفیض۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

کاروائی سہ ماہی اجلاس کی رپورٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۲۹، ۳۰ رجمادی الثانی ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۴، ۲۵ رجون ۲۰۰۹ء منعقد ہوا۔ مختلف نشستوں کی صدارت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اکرم طوفانی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔ اجلاس میں مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد نذر عثمانی حیدرآباد، مولانا محمد علی صدیقی میر پور خاص، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا تجمل حسین خیر پور میرس، مولانا محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا عبدالحکیم نعمانی چیچہ وطنی، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، مولانا قاضی عبدالخالق فیصل آباد، مولانا عبدالستار خوشاب، مولانا عبدالستار حیدری لیہ، مولانا عبدالرشید سیال مظفرگڑھ، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا ثانی عزیز الرحمٰن لاہور، مولانا عبدالنعیم شیخوپورہ، مفتی خالد میر آزاد کشمیر مولانا زاہد وسیم راولپنڈی، مولانا محمد طیب فاروقی اسلام آباد، مولانا محمد یوسف نقشبندی کوئٹہ، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔ اجلاس میں درج ذیل فیصلے کیے گئے۔

۱...... سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس امسال یکم شعبان المعظم سے ۲۲ رشعبان المعظم تک مطابق ۲۵ رجولائی سے ۲۰ راگست تک جامع مسجد مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہوگا۔ جس میں ملک بھر سے نامور اساتذہ کرام قادیانیت، عیسائیت اور پرویزیت (غلام احمد پرویز) کے عقائد و نظریات پر لیکچر دیں گے اوران کے غلط عقائد ونظریات کے بطلان پر نوٹس تیار کرائیں گے۔ انتظامی امور کے لئے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عبدالرشید سیال، مولانا فقیر اللہ اختر پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی۔

۲...... سہ سالہ ممبر سازی وتشکیل جماعت، یکم صفر سے سہ سالہ ممبر سازی جاری ہے۔ بہت سے علاقوں میں جماعتوں کی تشکیل ہو چکی ہے۔ تمام مبلغین سے استدعا کی گئی کہ وہ ۳۰ شعبان تک جماعتوں اور مجالس عمومی کے ممبران کی تشکیل مکمل کرلیں۔ تا کہ ۱۵، ۱۶ راکتوبر کو چناب نگر ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر مرکزی امیر نائب امیر کا انتخاب عمل میں لایا جاسکے۔

۳...... حلقہ فیصل آباد کے لئے مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر معاون مبلغ ہوں گے اور یہ سلسلہ ۱۰ رشوال المکرم تک جاری رہے گا۔

۴...... مولانا زاہد وسیم مبلغ راولپنڈی ڈویژن، مفتی خالد میر مبلغ آزاد کشمیر، مولانا محمد طیب اسلام آباد کی مشاورت سے اپنے حلقوں کا تعین کریں گے۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

۵...... مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر مکمل نظر رکھیں اور جہاں قادیانیوں کی سرگرمیاں ہوں وہاں کے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کے لئے تمام تر توانیاں وقف کردیں۔

۶...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم نشرواشاعت، مولانا محمد اکرم طوفانی کی اجازت کے بغیر کوئی ادارہ اور فرد مجلس کے نام سے کوئی کتاب، پمفلٹ، لٹریچر شائع نہ کریں۔ بصورت دیگر ناظم نشرواشاعت قانونی کارروائی کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

۷...... آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر ۱۵، ۱۶/اکتوبر ۲۰۰۹ء کو جامع مسجد ختم نبوت چناب نگر میں منعقد ہوگی۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی پر مشتمل کمیٹی قائم کردی گئی۔ جس کے نگران اعلیٰ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ خانقاہ سراجیہ ہوں گے۔ جو مبلغین ومقررین سے رابطے شروع کریں گے۔

۸...... گذشتہ سہ ماہی میں انتقال فرمانے والے مرحومین امام اہل سنت، حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ، مولانا سید امیر حسین گیلانی اوکاڑہ، مولانا قاری خبیب احمد عمرؒ جہلم، مولانا پیر عبداللطیف اٹھارہ ہزاری جھنگ، قاری غلام غوث شجاع آباد سمیت تمام مرحومین کی مغفرت اور ترقی درجات کی دعاء کی گئی اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی اور تعزیت کی گئی۔

۹...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خوشاب کے رہنماء اور جمعیت علماء اسلام کے امیر مولانا قاری سعید احمد اسعد کے فرزندارجمند مولانا جنید احمد کی گرفتاری کی مذمت کی گئی اور اجلاس میں کہا گیا جس سے خدا بخش ٹھو کہ D.P.C خوشاب بنے ہیں۔ خوشاب میں بدامنی عام ہوگئی ہے۔ مذہبی راہنماؤں بالخصوص تحریک ختم نبوت سے تعلق رکھنے والے علماء کرام کو گرفتار کیا جارہا ہے۔ اجلاس میں D.P.O کی معطلی اور مولانا جنید احمد اسعد کی بازیابی کا مطالبہ کیا گیا۔ کئی ایک اقسام پر مشتمل لٹریچر اور سٹیکر چھاپنے کا فیصلہ کیا گیا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت نیپال کا مکتوب

ابھی پچھلے ہفتہ سیرت خاتم النبیین ﷺ کے عنوان پر نیپال میں ضلعی سطح کا دوروزہ جلسہ ہوا۔ توحید، رسالت، آخرت اور ختم نبوت کے موضوع پر تقاریر ہوئیں۔ شرکاء نے اچھا اثر لیا۔ تعلیمی پروگرام اور علاقے کا جائزہ لیا گیا اور سب نے مل جل کر حفاظت دین کی خاطر جدوجہد کرنے کا عزم کیا۔ پھر پورے ضلع پر نگاہ رکھنے کے لئے ایک رابطہ کمیٹی بنائی گئی۔ آخر میں ختم نبوت اور ردقادیانیت سے متعلق پمفلٹ اور اشتہارات تقسیم کئے گئے۔ صدر مجلس مولانا غلام رسول فلاحی صاحب کی دعا پر مجلس برخواست ہوئی۔ اس طرح ۲۱ جمادی الاوّل ۱۴۳۰ھ کو جامع مسجد دیوانگنج میں پانچ افراد پر مشتمل ایک گھرانے نے قادیانیت سے توبہ اور قبول اسلام کا اعلان کیا۔ جامع مسجد میں موجود ذمہ داران مجلس نے تائبین کے لئے استقامت کی دعا کی۔ دیگر حالات بہتر ہیں۔ علاقوں کے دورے اور سرگرمیاں بھی الحمدللہ جاری ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان ٹوٹی پھوٹی محنتوں کو قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ادارہ!

آفتاب نبوتؐ: مؤلفہ: مولانا محمد قاسم صدیقی: صفحات: ۱۲۸: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: ادارہ قاسم العلوم والخیرات سنکھترہ نارووال!

رحمت عالم ﷺ کی سیرت طیبہ پر ہر زبان میں ہزاروں سے متجاوز کتابیں لکھی گئیں اور لکھی جاتی رہیں گی۔ زیر نظر کتاب میں آفتاب نبوت (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) حضور علیہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر ملک کے معروف نوجوان، مجاہد عالم دین کی تحریر ہے۔ جوانہوں نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر تحریر فرمائی ہے۔ کتاب کا پیش لفظ مناظر اسلام مولانا محمد اسماعیل محمدی مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے۔ نیز اور بھی کئی ایک علماء کرام نے کلمات تحسین تحریر فرمائے ہیں۔ مصنف نے کتاب تحریر فرما کر حضور علیہ ﷺ کے خدام میں اپنا نام لکھوانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اللہ پاک اس تصنیف لطیف کو قبول فرما کر نجات کا ذریعہ بنا دیں۔ سیرت طیبہ کے طالب علموں کے لئے بہترین تحفہ ہے۔

تریاق اکبر بزبان صفدر: افادات: مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ: ترتیب وتبویب: مولانا عبدالرزاق صفدر: صفحات: ۴۸۷: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: مولانا محمد موسیٰ مہتمم مدرسہ فاطمۃ الزاہرا، امداد کالونی حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ!

زیر نظر کتاب مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کے املائی افادات ہیں۔ جو آپ مختلف مذاہب باطلہ اور فرقوں کے متعلق اپنے شاگردوں کو پڑھاتے تھے۔ زیر تبصرہ کتاب میں عیسائیت، قادیانیت، رافضیت، عدم تقلید، انکار حیات النبیؐ، ڈاکٹر عثمانی کی نظریات وافکار، نام نہاد جماعت المسلمین کے افکار ونظریات پر گرفت کی گئی ہے۔ حضرت اوکاڑویؒ عقلیات کے بادشاہ تھے۔ مدمقابل کے نظریات سے متعلق علمی گرفت اس طرح فرماتے کہ مقابل فریق ''نہ جائے رفتن اور نہ پائے ماندن'' کا مصداق بن جاتا۔ حضرت مرحوم نے مختلف مذاہب اور فرقوں کے مناظرین سے دسیوں مناظرے کئے اور مدمقابل کو چاروں شانے چت کیا۔ مذکورہ بالا عنوانات پر یہ تحریر عام اور سلیس ہے۔ علماء کرام اور عوام دونوں اس سے بیک وقت استفادہ کر سکتے ہیں۔ صاحب ذوق اپنی کاپی جلدی محفوظ کرالیں تاکہ آئندہ ایڈیشن کا انتظار نہ کرنا پڑے۔ اللہ پاک حضرت اوکاڑویؒ کے علوم ومعارف سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی جنوبی پنجاب کے دورہ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جنوبی پنجاب کے مدارس دینیہ کا دورہ کیا۔ جامعات کے اساتذہ وطلبہ کرام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کا تعاقب آپ کا فرض منصبی ہے۔ قادیانی جن ہتھیاروں سے مسلح ہیں ہمیں ان کو توڑ انہیں کے دلائل سے کرنا چاہئے۔ اس کے لئے چناب نگر کی جامعہ ختم نبوت میں سالانہ رد قادیانیت وعیسائیت کورس میں شمولیت کی دعوت دی۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

دوقومی نظریے کا علمبردار ٭ آسمانی تعلیمات کا ترجمان ٭ اتحاد امت کا داعی

مذاہب عالم میں اسلام کا ترجمان

ماہنامہ لاہور

مکالمہ بین المذاہب

اپنی نوعیت کا منفرد اور واحد مجلہ

زیر ادارت

مبلغ اسلام مولانا عبدالرؤف فاروقی

عصری نظریات کا مطالعہ کئے بغیر اپنے مذہب کی صداقت کا چہرہ کبھی واضح نہیں ہوتا

قلم کی تلوار سے اسلام کا دفاع بھی اور کفر پر یلغار بھی

مذاہب عالم کا تعارف

مسیحیت، یہودیت اور ہندومت کا علمی رد

اسلام پر کیے جانے والے اعتراضات اور شبہات کا جواب

مسلمانوں کی وحدت کو نقصان پہنچانے والی تحریکوں کا تجزیہ

اسلام دشمن تنظیموں اور اداروں کی سرگرمیوں کا جائزہ

منفرد اسلوب اور شائستہ انداز تحریر کے ساتھ صحافت کی دنیا میں قابل قدر اضافہ

علمی تحریریں ٭ دلچسپ تبصرے ٭ جان دار موضوعات ٭ عقاید اسلام کی تبلیغ ٭ مسائل کی تعلیم ٭ تاریخی واقعات ٭ محسن شخصیات

اور وہ...... جو ایک نظریاتی مسلمان کی آرزو ہے

علماء وخطباء سے علم دوست اور عام مسلمانوں تک ہر فرد ہر گھر ہر تعلیمی ادارے اور ہر لائبریری کی ضرورت

☆ خریدار بنیں...... دوسروں کو خریدار بنائیں...... اور اس علمی تحریک کا حصہ بنیں

☆ ضلع کی سطح پر نمائندگی کے خواہشمند رجوع کریں۔ مشنری جذبہ سے سرشار قلمکار حضرات کو ترجیح دی جائے گی

رابطہ اور خط وکتابت

مرکز تحقیق اسلامی (جامعہ اسلامیہ ٹرسٹ)

جامع مسجد خضراء سمن آباد لاہور 0300-4731347

زرتعاون
فی شمارہ 20 روپے
سالانہ دو سو چالیس (240) روپے

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

اسلام زندہ باد | فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی | ختم نبوت زندہ باد

بفضلہ تعالیٰ

28 ویں دو روزہ سالانہ عظیم الشان

ختم نبوۃ کانفرنس

مسلم کالونی چناب نگر

زیر صدارت
حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب مخدوم المشائخ **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ

مہمان خصوصی
حضرت مولانا استاذ المحدثین ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب دامت برکاتہم
نائب امیر مرکزیہ

عنوانات

- توحید باری تعالیٰ
- سیرت خاتم الانبیاء
- مسئلہ ختم نبوۃ
- حیات عیسیٰ علیہ السلام
- عظمت صحابہ و اہل بیت
- اتحاد امت

بتاریخ
15 16 اکتوبر 2009
جمعرات - جمعۃ المبارک

اور رد قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ◎ چناب نگر ضلع چنیوٹ
چناب نگر: 047-6212611
ملتان: 061-4514122

قیمت فی شمارہ -/10 روپے
قیمت سالانہ -/100 روپے